Postal Reg. No. L/P/ GDP-1, DEC 2012

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡدِ

وَلَقَدۡ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدۡرٍ وَّاَنۡتُمۡ اَذِلَّۃٌ

جلد 61

ایڈیٹر
منیر احمد خادم

نائبین
قریشی محمد فضل اللہ
تنویر احمد ناصر ایم اے

ہفت روزہ بدر قادیان

The Weekly BADR Qadian

شمارہ 22

شرح چندہ
سالانہ 500 روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
45 پاؤنڈ یا 70 ڈالر امریکن
70 کینیڈین ڈالر
یا 50 یورو

www.akhbarbadrqadian.in

9 رجب 1433 ہجری قمری۔ 31 ہجرت 1391 ہش 31 مئی 2012ء

اخبار احمدیہ

قادیان دارالامان: سیدنا حضرت امیر المومنین مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اللہ تعالیٰ کے فضل سے بخیر و عافیت ہیں۔ الحمدللہ۔ احباب کرام حضور انور کی صحت وتندرستی، درازیٔ عمر، مقاصد عالیہ میں کامیابی اور خصوصی حفاظت کے لئے دُعائیں جاری رکھیں۔ اللہ تعالیٰ حضور انور کا ہر آن حافظ و ناصر ہو اور تائید و نصرت فرمائے۔ آمین۔

اللھم اید امامنا بروح القدس وبارک لنا فی عمرہ وامرہ۔

خدا سب کو وہ ایمان سکھاوے۔ اور وہ استقامت بخشے جس کا اس شہید مرحوم نے نمونہ پیش کیا ہے
یہ دنیوی زندگی جو شیطانی حملوں کے ساتھ ملی ہوئی ہے کامل انسان بننے سے روکتی ہے

ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت صاحبزادہ مولوی عبد اللطیف صاحب شہیدؓ رئیس اعظم خوست افغانستان کی شہادت کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

''بعد اس کے کہ فتویٰ کفر لگا کر شہید مرحوم قید خانہ میں بھیجا گیا صبح روز دوشنبہ کو شہید موصوف کو سلام خانہ یعنی خاص مکان دربار امیر صاحب میں بلایا گیا۔ اُس وقت بھی بڑا مجمع تھا۔ امیر صاحب جب ارک یعنی قلعہ سے نکلے تو راستہ میں شہید مرحوم ایک جگہ بیٹھے تھے۔ ان کے پاس ہو کر گذرے اور پوچھا کہ اخوند زادہ صاحب کیا فیصلہ ہوا؟ شہید مرحوم کچھ نہ بولے کیونکہ وہ جانتے تھے کہ ان لوگوں نے ظلم پر کمر باندھی ہے۔ مگر سپاہیوں میں سے کسی نے کہا کہ ملامت ہو گیا۔ یعنی کفر کا فتویٰ لگ گیا۔ پھر امیر صاحب جب اپنے اجلاس پر آئے تو اجلاس میں بیٹھتے ہی پہلے اخوند زادہ صاحب مرحوم کو بلایا اور کہا کہ آپ پر کفر کا فتویٰ لگ گیا ہے اب کہو کیا توبہ کرو گے یا سزا پاؤ گے؟ تو انہوں نے صاف لفظوں میں انکار کیا اور کہا کہ میں حق سے توبہ نہیں کرسکتا۔ کیا میں جان کے خوف سے باطل کو مان لوں۔ یہ مجھ سے نہیں ہوگا۔ تب امیر نے دوبارہ توبہ کیلئے کہا اور توبہ کی حالت میں بہت اُمید دی اور وعدہ معافی دیا۔ مگر شہید موصوف نے بڑے زور سے انکار کیا اور کہا کہ مجھ سے یہ امید مت رکھو کہ میں سچائی سے توبہ کروں۔ ان باتوں کو بیان کرنے والے کہتے ہیں کہ یہ سنی سنائی باتیں نہیں بلکہ ہم خود اُس مجمع میں موجود تھے اور مجمع کثیر تھا۔ شہید مرحوم ہر ایک فہمائش کا زور سے انکار کرتا تھا اور وہ اپنے لئے فیصلہ کر چکا تھا کہ ضرور ہے کہ میں اِس راہ میں جان دوں۔ تب اُس نے یہ بھی کہا کہ میں بعد قتل چھ روز تک پھر زندہ ہو جاؤں گا۔ یہ راقم کہتا ہے کہ یہ قول وحی کی بنا پر ہوگا جو اُس وقت ہوئی ہوگی۔ کیونکہ اس وقت شہید مرحوم منقطعین میں داخل ہو چکا تھا اور فرشتے اُس سے مصافحہ کرتے تھے۔ تب فرشتوں سے یہ خبر پا کر ایسا اُس نے کہا۔ اور اس قول کے یہ معنے تھے کہ وہ زندگی جو اولیاء اور ابدال کو دی جاتی ہے چھ روز تک مجھے مل جائے گی۔ اور قبل اس کے جو خدا کا دن آوے یعنی ساتواں دن میں زندہ ہو جاؤں گا۔ اور یاد رہے کہ اولیاء اللہ اور وہ خاص لوگ جو خدا تعالیٰ کی راہ میں شہید ہوتے ہیں۔ وہ چند دنوں کے بعد پھر زندہ کئے جاتے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتا بل احیاء** یعنی تم اُن کو مُردے مت خیال کرو جو اللہ کی راہ میں قتل کئے جاتے ہیں۔ وہ تو زندے ہیں۔ پس شہید مرحوم کا اسی مقام کی طرف اشارہ تھا اور میں نے ایک کشفی نظر میں دیکھا کہ ایک درخت سرو کی ایک بڑی لمبی شاخ جو نہایت خوبصورت اور سرسبز تھی ہمارے باغ میں سے کاٹی گئی ہے اور وہ ایک شخص کے ہاتھ میں ہے۔ تو کسی نے کہا کہ اس شاخ کو اس زمین میں جو میرے مکان کے قریب ہے اس بیری کے پاس لگا دو جو اس سے پہلے کاٹی گئی تھی۔ اور پھر دوبارہ اُگے گی۔ اور ساتھ ہی مجھے یہ وحی ہوئی کہ کابل سے کاٹا گیا اور سیدھا ہماری طرف آیا۔ اس کی میں نے یہ تعبیر کی کہ تخم کی طرح شہید مرحوم کا خون زمین پر پڑا ہے۔ اور وہ بہت بارآور ہو کر ہماری جماعت کو بڑھاوے گا۔ اس طرف میں نے یہ خواب دیکھی اور اس طرف شہید مرحوم نے کہا کہ چھ روز تک میں زندہ کیا جاؤں گا۔ میری خواب اور شہید مرحوم کے اس قول کا مآل ایک ہی ہے۔ شہید مرحوم نے مر کر میری جماعت کو ایک نمونہ دیا ہے۔ اور درحقیقت میری جماعت ایک بڑے نمونہ کی محتاج تھی۔ اب تک اُن میں ایسے بھی پائے جاتے ہیں کہ جو شخص اُن میں سے ادنیٰ خدمت بجالاتا ہے وہ خیال کرتا ہے کہ اُس نے بڑا کام کیا ہے۔ اور قریب ہے کہ وہ میرے پر احسان رکھے۔ حالانکہ خدا کا اُس پر احسان ہے کہ اِس خدمت کیلئے اُس نے اُس کو توفیق دی۔ بعض ایسے ہیں کہ پورے زور اور پورے صدق سے اس طرف نہیں آئے اور جس قوت ایمان اور انتہا درجہ کے صدق وصفا کا وہ دعویٰ کرتے ہیں آخر تک اُس پر قائم نہیں رہ سکتے۔ اور دنیا کی محبت کیلئے دین کو کھو دیتے ہیں۔ اور کسی ادنیٰ امتحان کی بھی برداشت نہیں کر سکتے۔ خدا کے سلسلہ میں بھی داخل ہو کر انکی دُنیا داری کم نہیں ہوتی۔ لیکن خدا تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر ہے کہ ایسے بھی ہیں کہ وہ سچے دل سے ایمان لائے اور سچے دل سے اس طرف کو اختیار کیا اور اس راہ کیلئے ہر ایک دُکھ اُٹھانے کیلئے تیار ہیں لیکن جس نمونہ کو اس جوانمرد نے ظاہر کر دیا اب تک وہ قوتیں اس جماعت کی مخفی ہیں خدا سب کو وہ ایمان سکھاوے۔ اور وہ استقامت بخشے جس کا اس شہید مرحوم نے نمونہ پیش کیا ہے۔ یہ دنیوی زندگی جو شیطانی حملوں کے ساتھ ملی ہوئی ہے کامل انسان بننے سے روکتی ہے۔''

(بحوالہ تذکرۃ الشہادتین صفحہ ۵۴۔۵۵)

121 واں جلسہ سالانہ قادیان

بتاریخ 29-30 اور 31 دسمبر 2012ء

سیدنا حضرت اقدس امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 121 ویں جلسہ سالانہ قادیان کیلئے مورخہ 29-30 اور 31 دسمبر 2012ء (بروز ہفتہ اتوار اور سوموار) کی تاریخوں کی منظوری مرحمت فرمائی ہے۔ احباب جماعت ابھی سے خود بھی اس مبارک جلسہ میں شمولیت کی نیت کر کے تیاری شروع کر دیں اور دیگر احباب جماعت اور زیر تبلیغ دوستوں کو بھی اس جلسہ میں شامل کرنے کی پرزور تحریک کرتے رہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس للٰہی جلسہ سے فیضیاب ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ اس جلسہ سالانہ کی ہر لحاظ سے کامیابی اور بابرکت ہونے کیلئے دعائیں جاری رکھیں۔ جزاکم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء

(ناظر اصلاح وارشاد قادیان)

منیر احمد حافظ آبادی ایم اے، پرنٹر وپبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا: پروپرائٹر نگران بدر بورڈ قادیان

یہ شہداء جو شہادت کے مقام پر پہنچے یقیناً یہ شہادت کا رتبہ ان کیلئے عبادتوں کی قبولیت اور حقوق العباد کی ادائیگی کا حق ادا کرنے کی سند لئے ہوئے ہے

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ۲۸ مئی ۲۰۱۰ء کو احمدیہ مسجد لاہور (پاکستان) کے ۸۶ شہداء کی شہادتوں کا ذکر کرتے ہوئے خطبہ جمعہ ۹ جولائی ۲۰۱۰ء میں فرمایا:۔

''یہ ذکر جو میں نے شہداء کا کیا ہے اس میں ہمیں ان سب میں بعض اعلیٰ صفات قدرِ مشترک کے طور پر نظر آتی ہیں۔ ان کا نمازوں کا اہتمام اور نہ صرف خود نمازوں کا اہتمام بلکہ اپنے بچوں اور گھر والوں کو بھی اس طرف توجہ دلانا۔ کوئی اپنے کام کی جگہ سے فون کر کے بچوں کو نماز کی یاددہانی کروا رہا ہے تو کوئی مسجد اور نماز سینٹر دور ہونے کی وجہ سے گھر میں ہی نماز باجماعت کا اہتمام کر رہا ہے۔ کیوں؟ اس لئے کہ انہیں فکر تھی کہ نمازیں ان کی اور ان کے اہل کی اس دنیا میں بھی اور اخروی زندگی میں بھی خیر اور بھلائی کی ضمانت ہیں۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا قرب پانے کے راستے عبادات سے ہی متعین ہوتے ہیں۔ ان سب میں ہم نماز جمعہ کا خاص اہتمام دیکھتے ہیں۔ بعض نوجوان گھر سے تو یہ کہہ کر نکلتے تھے کہ شاید کام کی وجہ سے جمعہ پر نہ جاسکیں، لیکن جب جمعہ کا وقت آتا تھا تو سب دنیاوی کاموں کو پسِ پشت ڈال کر جمعہ کے لئے روانہ ہو جاتے تھے۔ پھر بہت سے ایسے ہیں جو تہجد کا التزام کرنے والے ہیں۔ بعض اس کوشش میں رہتے تھے کہ نوافل اور تہجد کی ادائیگی ہو۔ اکثر نوجوان شہداء میں بھی اور بڑی عمر کے شہداء میں بھی یہ خواہش بڑی شدت سے نظر آتی ہے کہ ہمیں شہادت کا رتبہ ملے۔ پھر ہم دیکھتے ہیں کہ دوسرے اخلاقِ حسنہ کس کثرت سے ان میں نظر آتے ہیں۔ یہ اخلاقِ حسنہ جو ہیں، گھریلو زندگی میں بھی ہیں اور گھر سے باہر زندگی میں بھی ہیں۔ جماعتی کارکنوں اور ساتھیوں کے ساتھ جماعتی خدمات کی بجاآوری کے وقت بھی ان اعلیٰ اخلاق کا مظاہرہ ہو رہا تھا تو اپنے کام اور کاروبار کی جگہوں پر بھی اپنے ساتھ کام کرنے والوں کو اپنے اعلیٰ اخلاق سے اپنا گرویدہ بنایا ہوا تھا۔ مرد کے اعلیٰ اخلاق اس کے اپنے اہل کی اس کے اخلاق کے بارے میں گواہی سے پتہ چلتے ہیں۔ بعض دفعہ مرد باہر تو اعلیٰ اخلاق کا مظاہرہ کر رہے ہوتے ہیں۔ لیکن گھر میں بیوی بچوں کے ساتھ حسنِ سلوک نہیں کر رہے ہوتے۔ ایک شادی شدہ مرد کی سب سے بڑی گواہ تو اس کی بیوی ہے۔ اگر بیوی کی گواہی اپنے خاوند کی عبادتوں اور حسنِ سلوک کے بارے میں خاوند کے حق میں ہو تو یقیناً یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ یہ شخص اللہ تعالیٰ کا خوف رکھتے ہوئے حقوق اللہ اور حقوق العباد ادا کرنے والا تھا۔ پھر ان شہداء کے حسنِ اخلاق کی گواہی صرف بیوی نہیں دے رہی بلکہ معاشرے میں ہر فرد جس کا ان سے تعلق تھا ان کے حسنِ اخلاق کا گواہ ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی اس مضمون کو بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ جو حقوق العباد کی ادائیگی نہیں کرتا، بیوی بچوں اور عزیزوں کے حق ادا نہیں کرتا، وہ خدا تعالیٰ کے حق بھی ادا نہیں کرتا۔ اگر وہ بظاہر نمازیں پڑھنے والا ہے بھی تو حقوق العباد ادا نہ کرنے کی وجہ سے اس کی عبادتیں رائیگاں چلی جاتی ہیں۔

پس یہ شہداء جو شہادت کے مقام پر پہنچے یقیناً یہ شہادت کا رتبہ ان کے لئے عبادتوں کی قبولیت اور حقوق العباد کی ادائیگی کا حق ادا کرنے کی سند لئے ہوئے ہے۔ پھر ہم دیکھتے ہیں کہ صرف اپنی عبادتوں اور حسنِ اخلاق پر ہی ان لوگوں نے بس نہیں کی بلکہ اپنی ذمہ داریوں کی جزئیات کو بھی نبھایا۔ ایک باپ اپنے گھر کا راعی ہے اور بچوں کی تعلیم و تربیت اور نگرانی اس کی ذمہ داری ہے تو ان لوگوں نے اس فریضے کی ادائیگی کی طرف بھی توجہ دی، اور یہ توجہ ہمیں ہر شہید میں مشترک نظر آتی ہے۔ اس قرآنی حکم کو انہوں نے اپنے پیشِ نظر رکھا کہ وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ۔ کہ تم مفلسی کے خوف سے اولاد کو قتل نہ کرو۔ اپنے کاروباروں میں اس قدر محو نہ ہو جاؤ کہ یہ خیال ہی نہ رہے کہ اولاد کی تربیت بھی ہماری ذمہ داری ہے۔ یہ لوگ اپنے اس عہد کو بھولے نہیں کہ دین کو دنیا پر مقدم رکھنا ہے۔ اور اس عہد کی پاسداری کی خاطر انہوں نے اپنے کاموں کی جگہوں سے فون کر کر کے گھر میں بیوی کو یاد کروایا کہ بچوں کو نماز پڑھوا دو کہ دین کو مقدم کرنے کی ابتدا تو نمازوں سے ہی ہوتی ہے۔ ایک بچی نے باپ کی تربیت کا یہ اسلوب بتایا کہ لمبے تفریحی سفر پر ہمارے ابّا ہمیں ساتھ لے جاتے تھے اور راستے میں مختلف دعائیں پڑھتے رہتے تھے اور اونچی آواز میں اور بار بار پڑھتے تھے کہ ہمیں بھی دعائیں یاد ہو جائیں، اور ہمیں ان سے یاد ہو گئیں اور پھر صرف دعائیں یاد ہی نہیں کروائیں بلکہ یہ بھی کہ کس موقع پر کون سی دعا کرنی ہے؟ تو یہ تھے ان جانیں قربان کرنے والوں کے اپنی اولاد کے لئے تربیت کے اسلوب۔ پھر نوجوان تھے جن کے والدین بفضلہٖ تعالیٰ حیات ہیں۔ ان کے حقوق بھی ہمہ وقت ان جوان شہیدوں نے ادا کئے۔ والدین بیمار ہیں تو رات دن ان کی خدمت میں ایک کر دیئے۔ خدا تعالیٰ کے حکم کہ والدین سے حسنِ سلوک کرو اور ان کی کسی سخت بات پر بھی اُف کا کلمہ منہ سے نہ نکالو اس کا حق ادا کر دیا ان لوگوں نے۔ پھر بعض دفعہ یہ ہوتا ہے کہ شادی شدہ جوان اگر ماں باپ کا حق ادا کر رہے ہیں تو بیوی کا حق بھول جاتے ہیں، اگر بیوی کا حق ادا کرنے کی طرف توجہ ہے تو ماں باپ کا حق بھول جاتے ہیں۔ لیکن ان مومنوں نے تو مومن ہونے کا اس بارے میں بھی حق ادا کر دیا۔ بیویاں کہہ رہی ہیں کہ والدین کے حق کے ساتھ ہمارا اس قدر خیال رکھا کہ کبھی خیال ہی دل میں پیدا نہیں ہونے دیا کہ ہماری حق تلفی تو کجا ہلکی سی جذباتی تکلیف بھی پہنچائی ہو۔ اور ماں باپ کہہ رہے ہیں کہ ہم سمجھتے ہیں کہ ہمارے حق ادا کرنے کی کوشش میں کہیں بیوی کے حق کی ادائیگی میں کمی نہ کی ہو۔ پس یہ اعتماد اور یہ حقوق کی ادائیگی ہے جو حسین معاشرے کے قیام اور اپنی زندگی کو بھی جنت نظیر بنانے کے لئے ان لوگوں نے قائم کیا اور پھر اللہ تعالیٰ نے بھی کتنا بڑا اجر عطا فرمایا کہ دائمی زندگی کی ضمانت دے دی۔ 17، 18 سال کا نوجوان ہے تو اس کی طبیعت کے بارے میں بھی ماں باپ اور قریبی تعلق رکھنے والے، بلکہ جس کالج میں تعلیم حاصل کر رہے ہیں وہ نوجوان کہہ رہے تھے، ان سب کی رائے یہ ہے کہ یہ عجیب منفرد قسم کا اور منفرد مزاج کا بچہ تھا۔ پھر ان سب میں ایک ایسی قدرِ مشترک ہے جو نمایاں ہو کر چمک رہی ہے۔ اور وہ ہے جماعتی غیرت کا بے مثال اظہار۔ اطاعتِ نظام کا غیر معمولی نمونہ، جماعت کے لئے وقت قربان کرنے کے لئے ہر وقت تیار رہنا اور کرنا، دین کو دنیا پر مقدم رکھتے ہوئے سارے حقوق کی ادائیگی کے باوجود، ساری ذمہ داریوں کے حقوق کی ادائیگی کے باوجود جماعت کے لئے وقت نکالنا۔ اور صرف ہنگامی حالت میں ہی نہیں بلکہ عام حالات میں بھی کئی کئی گھنٹے وقت دینا۔ اور بعض اوقات کھانے پینے کا بھی ہوش نہ رہنا۔ اور پھر یہ کہ خلافت سے غیر معمولی تعلق، محبت اور اطاعت کا اظہار۔ یہ اظہار کیوں تھا؟ اس لئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ مسیح موعود اور مہدی موعود کے بعد جو دائمی خلافت کا سلسلہ چلنا ہے اس نے مومنین کے جذبہ وفا اور اطاعت اور خلافت کے لئے دعاؤں سے ہی دائمی ہونا ہے۔ پس یہ لوگ تھے جنہوں نے عبادات اور اعمالِ صالحہ کے ذریعے سے نظامِ خلافت کو دائمی رکھنے کے لئے آخر دم تک کوشش کی اور اس میں نہ صرف سرخرو ہوئے بلکہ اس کے اعلیٰ ترین معیار بھی قائم کئے۔ یہ لوگ اپنے اپنے دائرے میں خلافت کے دست و بازو بنے ہوئے ہیں۔ یہ سلطانِ نصیر تھے خلافت کے لئے جن کے لئے خلیفہ وقت دعا کرتا رہتا ہے کہ مجھے عطا ہوں۔

اللہ تعالیٰ ان سب کے درجات بلند فرماتا رہے۔ اپنے پیاروں کے قرب سے ان کو نوازے۔ یہ شہداء تو اپنا مقام پا گئے، مگر ہمیں بھی ان قربانیوں کے ذریعے سے یہ توجہ دلا گئے ہیں کہ اے میرے پیارو! میرے عزیزو! میرے بھائیو! میرے بیٹو! میرے بچو! میری ماؤں! میری بہنو! اور میری بیٹیو! ہم نے تو صحابہ کے نمونے پر چلتے ہوئے اپنے عہدِ بیعت کو نبھایا ہے مگر تم سے جاتے وقت یہ آخری خواہش کا اظہار کرتے ہیں کہ نیکیوں اور وفا کی مثالوں کو ہمیشہ قائم رکھنا۔ بعض مردوں نے اور عورتوں نے مجھے خط بھی لکھے ہیں کہ آپ آج کل شہداء کا ذکرِ خیر کر رہے ہیں، ان کے واقعات سن کر رشک بھی آتا ہے کہ کیسی کیسی نیکیاں کرنے والے اور وفا کے دیپ جلانے والے وہ لوگ تھے۔ اور پھر شرم بھی آتی ہے کہ ہم ان معیاروں پر نہیں پہنچ رہے۔ ان کے واقعات سن کر افسوس اور غم کی حالت پہلے سے بڑھ جاتی ہے کہ کیسے کیسے ہیرے ہم سے جدا ہو گئے۔ یہ احساس اور سوچ جو ہے بڑی اچھی بات ہے لیکن آگے بڑھنے والی قومیں صرف احساس پیدا کرنے کو کافی نہیں سمجھتیں بلکہ ان نیکیوں کو جاری رکھنے کے لئے پیچھے رہنے والا ہر فرد جانے والوں کی خواہشات اور قربانیوں کے مقصد کو پورا کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ پس ہمارا کام ہے اور فرض ہے کہ اپنے اندر پاک تبدیلیاں پیدا کرتے ہوئے ان قربانیوں کا حق ادا کریں۔''

(بحوالہ خطبہ جمعہ فرمودہ ۹ جولائی ۲۰۱۰ء مطبوعہ اخبار بدر ۹ ستمبر ۲۰۱۰ء صفحہ ۷)

''ایک ایک شہید کی جگہ لینے کیلئے پچاس پچاس اور سو سو آدمی آئیں گے''

حضرت مصلح موعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سورۃ البقرہ کی آیت ۱۵۵ کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے بتایا ہے کہ یہ باتیں کہ شہداء کو ایک اعلیٰ درجہ کی حیات حاصل ہے یا ایک ایک شہید کی جگہ لینے کیلئے پچاس پچاس اور سو سو آدمی آئیں گے۔ یا وہ رنج و غم سے کلّی طور پر آزاد ہیں۔ یا اُن کے خون رائیگاں نہیں جائیں گے، انسانی شعور سے تعلق رکھتی ہیں۔ اگر کوئی شخص فطرتِ صحیحہ پر غور کرنے کا عادی ہو تو وہ سمجھ سکتا ہے کہ اس دنیا میں کوئی چیز بھی قربانی کے بغیر حاصل نہیں ہوتی۔ ماں جب تک اپنی جان کی قربانی پیش نہیں کرتی اُسے بچہ حاصل نہیں ہوتا۔ دانہ جب تک خاک میں ملکر اپنی جان کو نہیں کھوتا وہ ایک سے سات سو دانوں میں تبدیل نہیں ہوتا، اسی طرح کوئی قوم زندہ نہیں ہوسکتی جب تک اُس کے افراد جانوں کو ایک بے حقیقت شئی سمجھ کر اُسے قربان کرنے کیلئے ہر وقت تیار نہ ہوں۔ اور کوئی قوم زندہ نہیں رہ سکتی جب تک اُس کے افراد کے دلوں میں اپنے شہداء کا پورا احترام نہ ہو۔ یہ ایک فطرتی آواز ہے جو شعور کے کانوں سے سنی جاسکتی ہے۔ مگر جن لوگوں کو شعور حاصل نہیں وہ بات بات پر اعتراض کرتے رہتے ہیں اور جب بھی کسی مالی یا جانی قربانی کا مطالبہ کیا جائے، اُن کے قدم لڑکھڑانے لگ جاتے ہیں اور وہ ان لوگوں کو بیوقوف سمجھتے ہیں جو اپنے آپ کو قربانیوں کی آگ میں جھونکنے کیلئے آگے نکل آتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو نصیحت کرتا ہے کہ تم اپنے شعور سے کام لو اور شہداء کو مردہ کہہ کر اُن کی بے حرمتی مت کرو۔ وہ مردہ نہیں بلکہ حقیقتاً وہی زندہ ہیں کیونکہ تاریخ اُن کے نام کو زندہ رکھے گی اور آئندہ آنے والی نسلیں انہی کے نقش قدم پر چلیں گی اور ان کے کارناموں کو یاد رکھیں گی اور ہمیشہ ان کی بلندئ درجات اور مغفرت کیلئے اللہ تعالیٰ کے حضور دُعائیں کرتی رہیں گی۔ تم اُسے زندہ سمجھتے ہو جو جسدِ عنصری کے ساتھ زندہ ہو۔ حالانکہ زندہ وہ ہے جس نے مر کر اپنی قوم کو زندہ کر دیا۔ اگر تمہیں شہداء بھی مردہ نظر آتے ہیں تو اس کے معنے یہ ہیں کہ تمہارا شعور ناقص ہے۔ تم اس کی اصلاح کرو اور زندگی اور موت کے سلسلہ کو سمجھنے کی کوشش کرو۔''

(تفسیر کبیر جلد دوم صفحہ ۲۹۲۔۲۹۳ ایڈیشن ۲۰۱۰ء)

خطبہ جمعہ

ہر جان جو احمدیت کی خاطر، کلمہ طیبہ کی خاطر، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق کی خاطر، خدا تعالیٰ اور صرف خدا تعالیٰ کا عبد بننے کی خاطر قربان ہو رہی ہوتی ہے وہ اس بات کا اعلان کر رہی ہوتی ہے کہ تمہارے مکر اور تمہاری کوششیں اور تمہاری زیادتیاں جماعت احمدیہ کی ترقی کو روک نہیں سکتیں۔

گزشتہ دنوں ربوہ کے پولیس اہلکاروں نے ہمارے ایک انتہائی مخلص اور فدائی احمدی کو ایک ماہ کے قریب بغیر کسی قسم کا کیس رجسٹر کئے تھانہ میں رکھا اور پھر کسی نامعلوم جگہ لے جا کر آٹھ دس دن تک شدید تشدد کا نشانہ بنایا جس کے نتیجے میں یہ مخلص اور فدائی احمدی جن کا نام عبد القدوس تھا، صبر و استقامت سے ہر ٹارچر اور اذیت برداشت کرتے ہوئے اپنے خدا کے حضور حاضر ہو گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ اس عزم اور ہمت کے پیکر نے جان دے دی مگر جھوٹی گواہی نہیں دی۔ شہید مرحوم اگر اذیت کی وجہ سے پولیس کی من پسند سٹیٹمنٹ دے دیتے جیسا کہ وہ بتاتے رہے ہیں تو اس کے نتائج جماعت کے لئے مجموعی طور پر بھی بہت خطرناک ہو سکتے تھے۔

پس اے قدوس! ہم تجھے سلام کرتے ہیں کہ تُو نے اپنے آپ کو انتہائی اذیت میں ڈالنا تو گوارا کر لیا لیکن جماعت کی عزّت پر حرف نہیں آنے دیا۔ تُو نے اپنی جان دے کر جماعت کو ایک بہت بڑے فتنے سے بچا لیا۔ پس ماسٹر عبد القدوس ایک عام شہید نہیں ہیں بلکہ شہداء میں بھی ان کا بڑا مقام ہے۔

یہ لوگ جو اپنے زعم میں احمدیوں کو گالیاں نکال کر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق نازیبا الفاظ کہہ کر ہمارے دلوں کو چھلنی کرتے ہیں، اذیتیں دے کر خوش ہوتے ہیں، ایک دن انشاء اللہ آنے والا ہے جب خدا تعالیٰ ان میں سے ایک ایک سے حساب لے گا۔

خدا تعالیٰ کے ہاں شاید دیر تو ہو اندھیر نہیں ہے اور یقیناً یہ لوگ اپنے عبرتناک انجام کو پہنچیں گے۔

ہم مظلوم بننے کے ساتھ اگر پہلے سے بڑھ کر تقویٰ، صبر، توکل، ثبات قدم، دعا اور استغفار سے کام لیں گے تو انشاء اللہ تعالیٰ فتح کے نظارے جلد تر دیکھیں گے۔

(ماسٹر عبد القدوس صاحب شہید کی شہادت کے دردناک واقعہ کی لرزہ خیز تفصیلات۔ شہید مرحوم کا ذکر خیر اور نماز جنازہ غائب)

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 06/اپریل 2012ء بمطابق 06/شہادت 1391 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح۔ مورڈن۔ لندن

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ بدر الفضل انٹرنیشنل مورخہ 27 اپریل 2012 کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ۔ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ۔

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ۔ فَرِحِيْنَ بِمَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَيَسْتَبْشِرُوْنَ بِالَّذِيْنَ لَمْ يَلْحَقُوْا بِهِمْ مِّنْ خَلْفِهِمْ اَلَّا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ۔ اَلَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ مِنْ بَعْدِ مَآ اَصَابَهُمُ الْقَرْحُ لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا مِنْهُمْ وَاتَّقَوْا اَجْرٌ عَظِيْمٌ۔ اَلَّذِيْنَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ اِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوْا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ اِيْمَانًا وَّقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ

(سورۃ ال عمران آیت نمبر 171 تا 174)

ان آیات کا ترجمہ ہے کہ: اور جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل کئے گئے اُن کو ہرگز مُردے گمان نہ کر بلکہ وہ تو زندہ ہیں اور انہیں ان کے ربّ کے ہاں رزق عطا کیا جا رہا ہے۔ بہت خوش ہیں اس پر جو اللہ نے اپنے فضل سے اُنہیں دیا ہے اور وہ خوشخبریاں پاتے ہیں اپنے پیچھے رہ جانے والوں کے متعلق جو ابھی ان سے نہیں ملے کہ ان پر بھی کوئی خوف نہیں ہوگا اور وہ غمگین نہیں ہوں گے۔ وہ اللہ کی نعمت اور فضل کے متعلق خوشخبریاں پاتے ہیں اور یہ خوشخبریاں بھی پاتے ہیں کہ اللہ مومنوں کا اجر ضائع نہیں کرے گا۔ وہ لوگ جنہوں نے اللہ اور رسول کو لبیک کہا بعد اس کے کہ انہیں زخم پہنچ چکے تھے، اُن میں سے ان لوگوں کے لئے جنہوں نے احسان کیا اور تقویٰ اختیار کیا بہت بڑا اجر ہے۔ یعنی وہ جن سے لوگوں نے کہا کہ تمہارے خلاف لوگ اکٹھے ہو گئے ہیں پس ان سے ڈرو تو اس بات نے ان کو ایمان میں بڑھا دیا۔ اور انہوں نے کہا ہمیں اللہ کافی ہے اور کیا ہی اچھا کارساز ہے۔

پاکستان میں خاص طور پر اور اُن کے اثر کے تحت بعض دوسرے ممالک میں مُلّاں اور حکومت سمجھتے ہیں کہ احمدیوں کے خلاف قانون بنا کر، اُن کو شہری حقوق سے محروم کر کے، اُن کے لئے حقوقِ انسانی کے ہر قانون کو پس پشت ڈال کر، اُن کو دہشتگردی کا نشانہ بنا کر، احمدیوں کو قتل کرنے کی ہر ایک کو کھلی چھٹی دے کر یہ لوگ احمدیت کو ختم کر دیں گے۔ لیکن یہ ان کی بھول ہے۔ احمدیت خدا تعالیٰ کے ہاتھ کا لگایا ہوا وہ پودا ہے جس کو کوئی انسانی کوشش ختم نہیں کر سکتی۔ جس کے پھلنے پھولنے کی خدا تعالیٰ نے خوشخبری دی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک الہام ہے کہ بُشْرٰی لَکَ اَحْمَدِیْ۔ اَنْتَ مُرَادِیْ وَ مَعِیْ۔ غَرَسْتُ لَکَ قُدْرَتِیْ وَیَدِیْ۔ کہ اے میرے احمد! تجھے بشارت ہو۔ تو میری مراد ہے اور میرے ساتھ ہے۔ مَیں نے اپنے ہاتھ سے تیرا درخت لگایا ہے۔ (تذکرہ صفحہ نمبر 315 ایڈیشن چہارم 2004ء مطبوعہ ربوہ)

پس یہ جماعت کو ختم کرنے کی انسانی کوششیں تو بیشک ہیں اور رہیں گی لیکن ان کوششوں سے جماعت احمدیہ ختم نہیں ہو سکتی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جب یہ الہام ہوا اُس وقت آپ کے ارد گرد چند ایک لوگ تھے جنہوں نے آپ کی بیعت کا شرف حاصل کیا تھا۔ آج اللہ تعالیٰ کے وعدے کو پورا ہوتے ہوئے ہم کس شان سے دیکھ رہے ہیں کہ جماعت احمدیہ دنیا کے دو صد ممالک تک پھیل چکی ہے۔ مخلصین کی ایسی جماعتیں قائم ہو چکی ہیں کہ جن کو دیکھ کر حیرت ہوتی ہے۔ کیا اُس ابتدائی زمانے سے لے کر آج تک کی ترقی، باوجود مخالفین کی تمام تر کوششوں کے جن میں حکومتوں کا بھی کردار ہے، انسانی کوششوں سے ہو سکتی ہے؟ اگر کسی میں عقل ہو اور آنکھوں پر تعصب کی پٹی نہ بندھی ہو تو یہی ایک بات احمدیت کی سچائی کے لئے کافی ہونی چاہئے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی اس بات کو بیان کیا ہے کہ بعض لوگ اُٹھتے ہیں اور کہہ دیتے ہیں کہ ہمیں خدا تعالیٰ نے خواب میں بتایا ہے یا ہمیں یہ الہام ہوا ہے کہ مرزا صاحب جھوٹے ہیں۔ بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے غیر مذہب والوں کی مثالیں بھی دی ہیں کہ وہ بھی کہتے ہیں کہ ہمیں خدا تعالیٰ نے بتایا ہے کہ اُن کا مذہب سچا ہے اور اسلام نعوذ باللہ جھوٹا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں لیکن بیشمار ایسے بھی لوگ ہیں جنہوں نے بیعت کی ہے اور وہ اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ ہمیں خدا تعالیٰ نے بتایا ہے، ہماری رہنمائی فرمائی ہے کہ اس شخص کا مسیح موعود ہونے کا دعویٰ سچا ہے۔ بلکہ آج بھی سینکڑوں بیعتیں خوابوں میں رہنمائی کے ذریعے ہو رہی ہیں اور اس زمانے میں ہم اس کے خود گواہ ہیں۔ کئی واقعات مَیں پیش کر چکا ہوں۔ بلکہ شاید اس وقت بھی میرے سامنے بعض ایسے لوگ بیٹھے ہوں جن کی اللہ تعالیٰ نے رہنمائی فرمائی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وضاحت فرمائی کہ خدا تو کئی نہیں ہو سکتے کہ کسی کو خدا کچھ بتا رہا ہو اور کسی کو کچھ بتا رہا ہو۔ مختلف لوگوں کی مختلف رنگ میں رہنمائی کر رہا ہو۔ اس کا ایک معیار ہے۔ اگر کوئی اُس پر پرکھنا چاہے تو پرکھنا چاہئے اور یہی ایک معیار ہے۔ اور پھر فرمایا کہ مَیں بتاتا ہوں کہ وہ معیار کیا ہے؟ اور وہ یہ ہے کہ یہ دیکھو کہ اللہ تعالیٰ کا فعل کیا کہتا ہے۔ خوابیں تو اس نے بھی دیکھ لیں، اس نے بھی دیکھ لیں۔ یہ دیکھو کہ اللہ تعالیٰ کا فعل کیا کہتا ہے۔ جب یہ دیکھو گے تو جماعت کی ترقی بتاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی فعلی شہادت جماعت احمدیہ کے ساتھ ہے۔ آج خلافت کے ہاتھ پر جماعت احمدیہ کا جمع ہونا اللہ تعالیٰ کی ایک بہت بڑی فعلی شہادت ہے۔ بے نفس ہو کر جان، مال، وقت کی قربانی دینا جس کو سب غیر مانتے ہیں، کیا اُن کے لئے یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی فعلی شہادت نہیں ہے جس نے دلوں کو مضبوط باندھ کر ایک جگہ جمع کر کے ان قربانیوں پر باوجود دنیا کے ظلم سہتے چلے جانے کے آمادہ کیا ہوا ہے۔

پس جماعت کی طاقت اور اس کا پھیلنا اور ترقی کرنا مخالفین کی کوششوں سے نہیں رُک سکتا۔ ہر جان جو احمدیت کی خاطر، کلمہ طیبہ کی خاطر، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق کی خاطر، خدا تعالیٰ اور صرف خدا تعالیٰ کا عبد بننے کی خاطر قربان ہو رہی ہوتی ہے وہ اس بات کا اعلان کر رہی ہوتی ہے کہ تمہارے مکر اور تمہاری کوششیں اور تمہاری زیادتیاں جماعت احمدیہ کی ترقی کو روک نہیں سکتیں۔ جماعت احمدیہ کی تاریخ میں حضرت مولوی عبدالرحمن خان صاحب شہیدؓ اور صاحبزادہ عبداللطیف صاحب شہیدؓ کی شہادت سے جان کی قربانیوں کی ابتدا ہوئی اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت صاحبزادہ صاحب کی شہادت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ:

''شہید مرحوم نے مر کر میری جماعت کو ایک نمونہ دیا اور درحقیقت میری جماعت ایک بڑے نمونے کی محتاج تھی''۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اسی کے ذکر میں پھر آگے فرماتے ہیں کہ ''خدا تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر ہے کہ ایسے بھی ہیں (یعنی افراد جماعت میں سے) کہ وہ سچے دل سے ایمان لائے اور سچے دل سے اس طرف کو اختیار کیا اور اس راہ کے لئے ہر ایک دکھ اُٹھانے کے لئے تیار ہیں۔ لیکن جو نمونہ اس جوانمرد (یعنی صاحبزادہ صاحب) نے ظاہر کر دیا، ابھی تک وہ قوتیں اس جماعت کی مخفی ہیں''۔ فرمایا ''خدا سب کو وہ ایمان سکھاوے اور وہ استقامت بخشے جس کا اس شہید مرحوم نے نمونہ پیش کیا''۔

(تذکرۃ الشہادتین روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 58-57)

اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس دعا کو جو آخری فقرے میں ہے، قبولیت عطا فرمائی اور بہت سوں کو وہ استقامت بخشی جس سے انہوں نے اپنی جانوں کے نذرانے وقت آنے پر پیش کئے۔ اُن پہلے شہداء کی قربانیوں کے تسلسل کو پاکستان کے احمدیوں نے سب سے زیادہ جاری رکھا اور سینکڑوں میں اپنی قربانیاں پیش کیں۔ ہر شہید نے ایمانی حرارت اور استقامت کا مظاہرہ کیا۔ ہر شہیدِ احمدیت کا اپنا اپنا ایک رنگ ہے جس کے ساتھ اُس نے اپنی جان کا نذرانہ پیش کیا، جس میں انڈونیشیا کے شہید بھی شامل ہیں، ہندوستان کے بھی اور دوسرے ممالک کے بھی۔ لیکن بعض نمایاں ہو جاتے ہیں۔

1974ء میں جماعت احمدیہ کے خلاف جو فسادات ہوئے تھے، اُن میں تیس پینتیس احمدی شہید کئے گئے تھے۔ لیکن بعض ایسی حالت میں شہید ہوئے کہ اُنہیں اذیت دے دے کر شہید کیا گیا۔ باپ اور بیٹے کو شہید کیا گیا۔ باپ کے سامنے بیٹے کو اذیت دی جاتی تھی۔ بیٹے کے سامنے باپ کو اذیت دے کر یہ کہا جاتا تھا کہ احمدیت سے تائب ہوتے ہو یا نہیں؟ اور یہ سب کچھ صرف لوگ نہیں کر رہے تھے بلکہ وہاں کی پولیس بھی سامنے کھڑی یہ تماشا دیکھ رہی ہوتی تھی۔

نونیت جیولرز NAVNEET JEWELLERS
Manufacturers of All Kinds of Gold and Silver Ornaments

خالص سونے اور چاندی کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
'الیس اللہ بکافٍ عبدہٗ' کی دیدہ زیب انگوٹھیاں
اور لاکٹ وغیرہ احمدی احباب کیلئے خاص
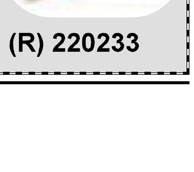
Main Bazar Qadian (Gsp) Punjab (Ph. 01872-220489, (R) 220233

انڈونیشیا میں سرِ عام پولیس کی نگرانی میں اور ریاستی کارندوں کی نگرانی میں دہشتگردی کا نشانہ بنا کر اور اذیت دے دے کر احمدیوں کو شہید کیا گیا لیکن ایمان کی حفاظت کرنے والوں اور استقامت کے پتلوں نے اپنے جسم کے روئیں روئیں پر زخم کھا لیا، ایک ایک انچ پر زخم کھا لیا لیکن ایمان کو ضائع نہیں ہونے دیا۔

پس چاہے پاکستان کا قانون ہو یا انڈونیشیا کا یا کسی بھی اور ملک کا یہ احمدیوں کی زندگیوں کو تو چھین سکتا ہے لیکن اُن کی وفاؤں کو نہیں چھین سکتا۔ اب سنا ہے ملائشیا بھی اس قانون کے ذریعے اس صف میں آ رہا ہے بلکہ آ چکا ہے۔ انہوں نے بھی ایک نیا قانون بنایا ہے جو ظاہر ہو رہا ہے۔ یہ بھی آزما کر دیکھ لیں لیکن یہ یاد رکھیں کہ جب خدا کی تقدیر اپنا کام شروع کرے گی تو حساب چکانا مشکل ہو جائے گا۔ پھر کوئی مُلّاں اور کوئی قانون ان کو بچانے کے لئے آگے نہیں بڑھے گا بلکہ یہ نام نہاد علماء جو رحمۃ للعالمین کے نام کو بدنام کرنے کی مذموم کوشش کر رہے ہیں، مجرموں کے کٹہرے میں سب سے پہلے کھڑے کئے جائیں گے اور احمدیوں کا ایمان اور صبر اور استقامت ایک شان کے ساتھ چمک رہا ہوگا۔

پس احمدیوں کو اس بات کی فکر نہیں۔ اُنہیں پتہ ہے کہ انجام کار اُنہی کی فتح ہے۔ قربانیاں تو قومیں دیتی ہیں، وہ بھی دے رہے ہیں۔ لیکن ان قربانیوں کا مقصد اللہ تعالیٰ کی رضا کا حصول ہے۔ اس لئے یہ قربانیاں جو احمدی دیتے رہے ہیں، اب بھی دے رہے ہیں اور آئندہ بھی دیتے رہیں گے یہ کوئی بلا مقصد اور معمولی قربانیاں نہیں۔ جیسا کہ مَیں نے کہا پاکستان میں سب سے زیادہ ظلم و بربریت کی داستانیں رقم ہو رہی ہیں۔ حکومت کے ارباب حل و عقد چاہے کہتے رہیں، لیکن آج بھی ریاستی کارندے اپنے زیر سایہ دہشتگردی کر رہے ہیں۔ ان کارندوں کی دہشتگردی آج بھی احمدیوں کو ظلم و بربریت کا نشانہ بنا رہی ہے۔

گزشتہ دنوں ربوہ کے پولیس اہلکاروں نے جن میں تھانہ انچارج اور اُس کے اسسٹنٹ شامل تھے اور ایک اطلاع کے مطابق اُس سے بڑے افسر بھی، ہمارے ایک انتہائی مخلص اور فدائی احمدی کو ایک ماہ کے قریب بغیر کسی قسم کا کیس رجسٹر کئے تھانہ میں رکھا اور پھر کسی نامعلوم جگہ لے جا کر آٹھ دس دن تک شدید تشدد کا نشانہ بنایا جس کے نتیجے میں یہ مخلص اور فدائی احمدی جن کا نام عبدالقدوس تھا، صبر و استقامت سے یہ ٹارچر اور اذیت برداشت کرتے ہوئے اپنے خدا کے حضور حاضر ہو گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ انہوں نے تو شہادت کا یہ رتبہ پا لیا۔ اس واقعے کی تفصیل اس طرح پر ہے کہ ربوہ کے محلہ نصرت آباد کے رہائشی ایک شخص احمد یوسف اسٹام فروش جو عدالت کے باہر سٹیمپ پیپر بیچنے والے تھے، اُن کو چار پانچ اکتوبر کی درمیانی رات کو کسی نے قتل کر دیا اور پولیس نے پھر مقتول کے بیٹے کے کہنے پر، اُس کے ایماء پر مختلف احباب کو مختلف اوقات میں شک کی بنا پر گرفتار کر کے شامل تفتیش رکھا اور بعد میں ان تمام احباب کو جن کو پکڑا گیا تھا بے گناہ کر کے چھوڑ دیا گیا۔ اسی سلسلے میں مقتول کا بیٹا جو مدعی تھا، اُس کی طرف سے ماسٹر عبدالقدوس صاحب شہید کا نام بھی لیا گیا جس پر پولیس نے اُنہیں بھی تھانہ بلا لیا۔ یہ محلہ نصرت آباد کے صدر جماعت تھے۔ اس کے بعد مدّعی نے ماسٹر عبدالقدوس صاحب جیسا کہ مَیں نے کہا صدر محلہ تھے، اُن کو بغیر کسی وجہ کے اس کیس میں نامزد کر دیا۔ پھر ڈی پی او کو تحریری درخواست دی۔ پولیس نے ماسٹر صاحب کو 10 / فروری کو مغرب کی نماز کے وقت مسجد میں آ کے گرفتار کر لیا۔ پکڑ کے تو لے گئے لیکن باقاعدہ جو پرچہ کاٹا جاتا ہے، گرفتاری ڈالی جاتی ہے، وہ نہیں ڈالی۔ رابطہ کرنے پر پولیس والوں نے یہی کہا اور مسلسل یہی کہتے رہے کہ ہم جانتے ہیں یہ بھی بے گناہ ہے۔ بڑے افسران سب یہی کہتے رہے کہ جلد ہی معاملہ کلیئر (clear) ہو جائے گا۔ بعض مجبوریاں ہیں، یہ ہے وہ ہے، اس لئے ہم نے پکڑا ہوا ہے۔ اسی دوران 17 / مارچ کو ماسٹر عبدالقدوس صاحب کو پولیس نے تھانہ ربوہ سے کسی نامعلوم جگہ پر منتقل کر دیا۔ ان کو غائب کرنے کے کوئی دس دن کے بعد 26 / مارچ کو پولیس اُنہیں تھانہ میں واپس لے آئی اور ماسٹر صاحب کے ایک دوست کو فون کر کے کہا کہ اپنا بندہ آ کے لے جاؤ۔ اپنے آدمی کو لے جاؤ۔ جس پر وہ دوست وہاں گئے تو ماسٹر صاحب نے کہا کہ مجھے یہاں سے لے جائیں۔ جس پر پولیس نے اُس دوست سے ایک سادہ کاغذ پر دستخط بھی لے لئے کہ یہ مَیں واپس لے کر جا رہا ہوں اور ماسٹر صاحب کو اُن کے حوالے کر دیا۔ کیونکہ ماسٹر عبدالقدوس صاحب کی حالت ٹھیک نہیں تھی اس لئے وہ دوست اُنہیں فوری طور پر وہاں سے ہسپتال لے گئے جہاں جا کے پھر پتہ لگا کہ پولیس نے غائب کرنے کے ابتدائی دو تین دن میں ماسٹر صاحب پر بہت زیادہ تشدد کیا جس کی وجہ سے اُن کی حالت خراب ہو گئی۔ اُنہیں پاخانے میں بھی خون آتا رہا، خون کی اُلٹیاں بھی آتی رہیں، اسی طرح ان کے گردوں پر بھی کافی اثر ہوا۔ ویسے ہوش میں تھے لیکن اندرونی طور پر انتہائی شدید چوٹیں لگی تھیں۔ ماسٹر صاحب نے ملاقات کے دوران بتایا کہ 17 / مارچ کو رات کے اندھیرے میں اُنہیں کچھ پولیس اہلکار تھانہ ربوہ سے پانچ چھ گھنٹے کی ڈرائیو کے فاصلے پر ایک نامعلوم مقام پر لے گئے اور انتہائی تشدّد کیا۔ کچی سڑکیں ہیں، تھوڑا فاصلہ بھی ہو تو وہاں وقت زیادہ لگتا ہے۔ بالکل ویران جگہ تھی۔ پولیس والے اُنہیں مار مار کے یہ کہتے رہے کہ کسی عہدیدار کا نام بتاؤ جو اس قتل میں ملوث ہے۔ تم بھی عہدیدار ہو۔ نام بتا دو تو تمہیں چھوڑ دیں گے، اُس کو پکڑ لیں گے۔ اور ایک کاغذ پر دستخط کروانے کی کوشش کرتے رہے۔ ان عہدیداروں میں بعض ناظران کے نام بھی انہوں نے لئے، اَوروں کے نام بھی۔ جس پر ماسٹر صاحب نے دستخط نہیں کئے۔ یہ جب مارتے تھے اور جب تشدد کرتے تھے تو پولیس والوں کا کہنا تھا کہ پہلی بار کوئی جماعتی عہدیدار ہاتھ لگا ہے۔ پہلے تو یہ چھوٹ جایا کرتے تھے۔ اور پھر تشدد

شروع کر دیتے تھے۔ اس دوران میں تشدد کرتے ہوئے یہ اہلکار جو ہیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور خلفاء کے نام لے کر جماعت کے خلاف بھی شدید بدزبانی کرتے رہے۔ تشدد کے نتیجے میں ماسٹر عبدالقدوس صاحب کی حالت بہت خراب ہوگئی۔ اور جیسا کہ مَیں نے بتایا خون کی الٹیاں آتی رہیں۔ جس پر پولیس والوں نے تشدد روک دیا۔ اُنہیں کچھ دوائیاں وغیرہ دیں۔ جب ان کی حالت قدرے بہتر ہوئی تو پولیس اُنہیں پھر تھانہ واپس لے آئی اور اُس کے دوست کے حوالے کر دیا۔ ماسٹر عبدالقدوس صاحب کو فضل عمر ہسپتال میں داخل کر کے آئی سی یو (ICU) میں رکھا گیا۔ مسلسل خون کی بوتلیں لگائی گئیں تو ان کی الٹیاں رک گئی تھیں۔ لیکن شہادت سے ایک روز قبل 29/ مارچ کو ایک دو روز کے وقفے کے بعد دوبارہ خون کی الٹیاں آئیں اور ان کی حالت دوبارہ زیادہ بگڑ گئی۔ پھیپھڑے بھی متاثر ہو گئے جس کی وجہ سے 30/ مارچ کو گزشتہ جمعہ کو بے ہوش ہو گئے اور اُسی حالت میں اُن کی وفات ہوگئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ وفات سے پہلے طاہر ہارٹ میں بھی ان کو شفٹ کیا گیا تھا۔ ڈائیلیس (Dialisis) کا بھی پروگرام تھا۔ تیاری ہو رہی تھی لیکن پولیس کا جو تشدد تھا، اُس کی اندرونی چوٹوں کی وجہ سے بہرحال یہ جانبر نہ ہو سکے اور شہادت کا رُتبہ پایا۔

اس کی مزید تفصیل ان کے برادرِ نسبتی نے لکھی ہے جو انہوں نے ان کو بتایا۔ یہ اِن کے پاس ہسپتال میں رہتے رہے تھے کہ 17/ مارچ کو ربوہ کے پاس، چنیوٹ سے آگے جا کے وہاں ایک جگہ ہے جھنگڑ گلوتراں، یہ اُن کو وہاں لے گئے اور شدید ظالمانہ تشدد کیا۔ (لکھتے ہیں کہ ساری باتیں جو مَیں بتا رہا ہوں بڑے وثوق سے بتا رہا ہوں مجھے انہوں نے خود بتائی ہیں۔) امجد باجوہ صاحب کے ساتھ پیدل چل کے یہ پولیس تھانہ سے باہر آئے۔ اس کے بعد ہم ان کو ہسپتال لے گئے تو وہاں رستے میں انہوں نے کہا کہ مجھ پر بہت تشدد ہوا ہے۔ بڑا خوفناک تشدد تھا۔ اور یہ بھی بتایا کہ تھانیدار اور جو تفتیشی افسر تھا وہ اس تشدد میں شامل تھے۔ چنیوٹ سے پنڈی بھٹیاں روڈ پر لے گئے۔ وہاں سے پھر ہرسہ شیخاں سے آگے دریا کی طرف لے گئے۔ دریا کے اندر سے ہی کوئی راستہ نکلتا تھا، جس طرح کہ مَیں نے بتایا جھنگڑ گلوتراں، وہاں لے گئے اور وہاں لے جا کے جو پولیس چوکی تھی وہاں مجھے حوالات میں بند کر دیا اور اُس کے بعد وہاں سے کچھ دیر بعد جب میں باہر آیا تو کرسیوں پر دائرہ کی صورت میں ربوہ کا تھانیدار، تفتیشی افسر، وہاں کا لوکل تھانیدار اور جو ڈی ایس پی تھے وہ بھی کرسیوں میں بیٹھے ہوئے دائرے کی شکل میں موجود تھے، اور اُن کے ہاتھ میں ایک کاغذ تھا کہ یہ تمہارا بیان ہے اس پر دستخط کر دو۔ جیسا کہ مَیں نے بتایا کہ ربوہ کی مرکزی انجمن اور صدر عمومی وغیرہ کے خلاف بیان تھا، تو انہوں نے کہا کہ یہ غلط بیانی ہے مَیں کیوں کروں۔ اُس میں یہ بیان تھا کہ جو قتل ہوا ہے اُس میں یہ یہ لوگ ملوث ہیں اور انہوں نے یہ کروایا ہے۔ انہوں نے کہا کہ اگر تم یہ دستخط کر دو تو ہم تمہیں چھوڑ دیں گے۔ کہتے ہیں مَیں نے دستخط کرنے سے انکار کر دیا کہ یہ میرا بیان ہی نہیں ہے اور ایسا ہوا بھی نہیں ہے۔

مَیں کس طرح دستخط کر سکتا ہوں؟ تو پھر انہوں نے مجھے دھمکیاں دیں کہ خود دستخط کر دو تو بچ جاؤ گے، ورنہ ہم تو تم سے اُگلوا لیں گے۔ ماسٹر صاحب بیان کرتے ہیں کہ میرے دو دفعہ انکار کے بعد ساتھ کھڑے ہوئے دو ہٹّے کٹّے لوگوں نے مجھے گرا لیا اور مارنا شروع کر دیا۔ اس کے بعد مسلسل مجھ پر تشدد کرتے رہے اور اپنا مطالبہ دہراتے رہے۔ اور تشدد کے مختلف طریقے تھے۔ یہ بعض لفظ انہوں نے لکھے ہوئے ہیں، رسّہ لگانا، منجی لگانا یا سریہ لگانا، رُولا پھیرنا۔ یہ تو مختلف چیزیں ہیں۔ بہرحال رُولا پھیرنا جو ہے وہ لکڑی کا ایک رُولا ہوتا ہے، جو بڑا سارا اور کافی وزنی ہوتا ہے، وہ لٹا کے جسم پر پھیرا جاتا ہے۔ اور اسی طرح رسّہ باندھ دیا۔ پھر رسّہ باندھ کر گھسیٹتے رہے۔ اس کے علاوہ مسلسل جگائے رکھا اور جب آنکھ بند ہونے لگتی تو مجھے حوالات سے باہر نکال کے مارنا شروع کر دیتے۔ وہاں ایک نامی گرامی بدمعاش تھا اور نامی ڈاکو اور چور ہے۔ کہتے ہیں وہ بھی ساتھ تھا۔ پولیس کا ایک چھتر ہوتا ہے چمڑے کا ایک بہت لمبا سارا، اُس کو لگا کر مارتے ہیں۔ اُس کو اگر پانچ مارتے تھے تو ماسٹر صاحب کہتے ہیں مجھے پچیس مارتے تھے۔ ایک دفعہ طبیعت خراب ہوئی تو پھر ہرسہ شیخاں لے گئے جو وہاں قریب ایک گاؤں ہے، وہاں سے کچھ انجکشن لگوائے، کچھ دوائیاں دیں، پھر طبیعت سنبھلی تو پھر تشدّد کرنے لگ گئے اور یہ سب تھانیدار وغیرہ بیچ میں شامل تھے۔ غلیظ گالیاں بھی نکالتے رہے۔ کہتے تھے اب لندن سے بلواؤ جو تمہارے بڑے ہیں، اُن کو کہو وہ تمہیں چھڑوا لیں۔ ربوہ سے بلاؤ، پھر بزرگوں کو غلیظ گالیاں دیتے تھے۔ کہتے ہیں مجھے گالیاں سُن کے بڑی تکلیف ہوتی تھی۔ مار تو برداشت ہو رہی تھی لیکن گالیاں سننا مشکل تھا۔ کھانا بھی کبھی کبھار دیتے تھے۔ انہوں نے بتایا کہ ایسا تشدد اور ظلم کبھی نہ مَیں نے سنا اور نہ کبھی دیکھا ہے۔ مجھ میں اتنی ہمت نہیں تھی کہ مَیں برداشت کر سکتا۔ مَیں دعائیں کرتا تھا کہ اللہ تعالیٰ مجھے تشدد سہنے کی، برداشت کرنے کی ہمت دے اور اللہ تعالیٰ نے پھر اپنے فضل سے ہمت دی کہ وہ اُس کو برداشت کر سکے۔ صدر عمومی صاحب نے مجھے لکھا کہ مَیں نے اُن کو کہا کہ انہوں نے اتنا کچھ تشدد کیا ہے، کچھ تو آپ سے لکھوا لیا ہوگا؟ کہتے ہیں کہ انہوں نے بڑے جذباتی انداز میں مجھے کہا کہ وہ تو مجھ سے ایک نکتہ بھی نہیں ڈلوا سکے۔

پس یہ ہے ایمان کو سلامت رکھنے والے اور سچائی پر قائم رہنے والے کی کہانی۔ اس عزم اور ہمت کے پیکر نے جان دے دی مگر جھوٹی گواہی نہیں دی۔ اللہ تعالیٰ نے جھوٹ کو بھی شرک کے برابر قرار دیا ہے۔ پس اس عظیم شہید نے ہمیں جہاں بہت سے سبق دیئے وہاں یہ سبق بھی دیا جو جماعت احمدیہ کے قیام کی بنیادی غرض ہے کہ توحید کے قیام کے لئے اپنی جان کی بھی کچھ پرواہ نہیں کرنی کیونکہ جھوٹ بھی شرک کے برابر ہے اور ہمارے سے شرک نہیں ہو سکتا۔

شہید مرحوم نے اپنے عہدِ بیعت کو بھی نبھایا اور خوب نبھایا۔ شہید مرحوم اگر اذیت کی وجہ سے پولیس کی من پسند سٹیٹمنٹ دے دیتے جیسا کہ وہ بتاتے رہے ہیں تو اس کے نتائج جماعت کے لئے مجموعی طور پر بھی بہت خطرناک ہو سکتے تھے۔ جس طرح مرزا غلام قادر شہید کو آلہ کار بنانا چاہا تھا، وہ تو ایک نام نہاد تنظیم یا دہشت گرد تنظیم نے بنایا تھا لیکن یہاں تو پولیس نے بنانا چاہا۔ اور کیونکہ ضلع کے جو بڑے پولیس افسران ہیں، وہ اس ظلم سے انکار ہی کر رہے ہیں اور اپنی معصومیت ظاہر کر رہے ہیں اس لئے یہ بھی بعید نہیں کہ اُن کو بائی پاس کر کے چھوٹے افسران کے ذریعہ سے حکومتی لیول پر اوپر سے کوئی حکم آتے رہے ہوں۔ اعلیٰ حکام بعض دفعہ ہدایات دیتے رہتے ہیں اور جنرل ضیاء الحق کے زمانے میں ضیاء صاحب خود تھانیدار کو فون کر سکتے تھے تو یہاں بھی ایسا ہی ہو سکتا ہے جہاں صوبائی حکومت بھی ہمارے خلاف ہے۔ اب جب ان پولیس افسران کے خلاف پرچہ کی کوشش ہو رہی ہے تو حکام بالا کی طرف سے صلح صفائی کے لئے دباؤ بھی ڈالا جا رہا ہے کہ صلح کر لو۔ گو پاکستان میں مجرم جو ہیں وہی صاحبِ اقتدار بھی ہیں اور انصاف کی امید بظاہر نہیں ہے لیکن قانون کے اندر رہتے ہوئے جماعت تمام ذرائع استعمال کر رہی ہے اور انشاء اللہ کرے گی۔ بہرحال اگر یہ کسی قسم کی تحریر جو پولیس کی پسند کی تھی اُس پر دستخط کر دیتے تو یہ بہت خطرناک ہو سکتا تھا۔ قتل کے جھوٹے مقدمے میں جیسا کہ مَیں نے بتایا مرکزی عہدیداران کو گرفتار کرنا تھا۔ مرکزی دفاتر پر پابندی ہو سکتی تھی۔ جماعت کی تعلیم اور کوششوں کو کہ ہم امن پسند جماعت ہیں بدنام کرنے کی کوشش ہو سکتی تھی۔ اور بھی بہت ساری ایسی باتیں ہو سکتی تھیں جن سے جماعت کو نقصان پہنچتا۔ نہ صرف ملکی طور پر بلکہ بین الاقوامی طور پر بھی۔ بہرحال انہوں نے ایک مکر کرنے کی کوشش کی لیکن اللہ تعالیٰ نے ایک ایسے مخلص کے ذریعہ جو عام زندگی میں انتہائی نرم دل تھا، جس کو اس قسم کی سختیوں کا تصور بھی نہیں تھا، اُس کے ذریعے سے ان کے مکر کو توڑا اور وہ ان کے جھوٹوں اور مکروں کے سامنے ایک مضبوط چٹان کی طرح کھڑا ہو گیا اور جماعت پر آنچ نہیں آنے دی۔

پس اے قدوس! ہم تجھے سلام کرتے ہیں کہ تُو نے اپنے آپ کو انتہائی اذیت میں ڈالنا تو گوارا کر لیا لیکن جماعت کی عزت پر حرف نہیں آنے دیا۔ تُو نے اپنی جان دے کر جماعت کو ایک بہت بڑے فتنے سے بچا لیا۔ پس ماسٹر عبدالقدوس ایک عام شہید نہیں ہیں بلکہ شہداء میں بھی ان کا بڑا مقام ہے۔ اس عارضی دنیا سے تو ایک دن سب نے رخصت ہونا ہے، لیکن خوش قسمت ہیں ماسٹر عبدالقدوس صاحب جن کو خدا تعالیٰ نے زندہ کہا ہے۔ اور وہ ایسے رزق کے پانے والے بن گئے ہیں جو دنیاوی رزقوں سے بہت اعلیٰ و ارفع ہے۔ جس جماعت اور جس مقصد کی خاطر انہوں نے قربانی دی ہے اُس کے بارے میں حقیقی خوشخبریوں کا پتہ تو انہیں اُس جہان میں جا کر چلا ہوگا۔ لیکن شہید مرحوم ہمیں جو سبق دے گئے ہیں ہمیں اُسے ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: حَسۡبُنَا اللّٰہُ وَنِعۡمَ الۡوَکِیۡلُ۔ کہ ہمیں اللہ کافی ہے اور کیا ہی اچھا کارساز ہے۔ پس جیسے بھی حالات گزر جائیں اللہ تعالیٰ کا دامن نہ چھوڑنا۔ یہ سبق انہوں نے دیا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی اس طرح بیان فرمایا ہے کہ دنیا والے تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکتے اگر اللہ تعالیٰ سے تمہارا مضبوط تعلق ہے۔

یہ لوگ جو اپنے زُعم میں احمدیوں کو گالیاں نکال کر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق نازیبا الفاظ کہہ کر ہمارے دلوں کو چھلنی کرتے ہیں، اذیتیں دے کر خوش ہوتے ہیں، ایک دن انشاء اللہ آنے والا ہے جب خدا تعالیٰ ان میں سے ایک ایک سے حساب لے گا۔

شہید مرحوم احمدیوں کے لئے جو پاکستان میں رہنے والے ہیں بالعموم اور اہلِ ربوہ کے لئے بالخصوص یہ پیغام بھی چھوڑ کر گئے ہیں کہ قانون کا احترام اور حکومتی کارندوں کا احترام بیشک ہر احمدی کا فرض ہے لیکن کسی بھی انسان سے چاہے وہ کتنا ہی بڑا پولیس اہلکار ہو یا افسر ہو، خوفزدہ ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ چاہے جو ظلم بھی وہ ہم پر روا رکھے ایک احمدی کو اگر خوف ہونا چاہئے تو صرف ایک ہستی کا، اور وہ خدا تعالیٰ کی ذات ہے۔

پولیس اہلکاروں کا زور صرف قانون کا احترام کرنے والوں پر چلتا ہے۔ دہشتگردوں کے سامنے، ملاّں کے سامنے، جس نے توڑ پھوڑ اور شدت پسندی کرنی ہے، جس نے ان کا مقابلہ کرنا ہے، جس نے ان کو آگے سے بموں سے اڑانا ہے، اُن کے سامنے تو ان کی گھگھی بندھ جاتی ہے۔

گزشتہ دنوں غیر از جماعت دوستوں سے، جو مختلف طبقوں سے تعلق رکھنے والے تھے، ایک مجلس ہوئی

J.K. Jewellers - Kashmir Jewellers

جے کے جیولرز۔ کشمیر جیولرز

چاندی اور سونے کی انگوٹھیاں خاص احمدی احباب کیلئے

Shivala Chowk Qadian (India)

Ph. (S) 01872 -224074, (M) 98147-58900, E-mail: jk_jewellers@yahoo.com

Mfrs & Suppliers of : Gold and Silver Diamond Jewellery

تو ایک صاحب مجھے کہنے لگے کہ آپ کی جماعت کی ایک خصوصیت ہے کہ ہر ایک نے عہدِ بیعت کیا ہوا ہے۔ اور جو آپ اُنہیں کہیں وہ مانتے ہیں اور ماننے کو تیار ہو جاتے ہیں، تو پاکستان کے حالات کے بدلنے میں آپ لوگ کوئی عملی قدم کیوں نہیں اُٹھاتے۔ انہیں مَیں نے بتایا کہ سیاسی نظام کا حصہ تو ہم نہیں بن سکتے۔ کیونکہ قانون احمدی کو کہتا ہے کہ سیاست میں آنے کے لئے پہلے اپنے آپ کو غیر مسلم کہو، پھر جمہوری نظام کا حصہ بنو جس میں ووٹ ڈالنے کا حق ہے اور یہ ہم کبھی نہیں کریں گے، ہم کر نہیں سکتے۔ دوسرے سڑک پر اپنی طاقت کا اظہار ہے یا شدت پسندی ہے، یا دہشتگردی ہے، ہم نے یہ بھی نہیں کرنی کیونکہ ہم قانون کے پابند لوگ ہیں اور یہی ہم نے اس زمانے کے ہادی کو مان کر سیکھا ہے اور جو صحیح اسلامی تعلیم ہے اس سے بھی ہم دُور نہیں جا سکتے۔ پس حکومتی ادارے تو اُن کا ساتھ دیتے ہیں جو شدت پسند ہیں یا اُن سے ڈرتے ہیں جو شدت پسند ہیں، جن کی سڑک کی طاقت ہے، جو سڑکوں پر آ جاتے ہیں۔ اسی طرح سیاستدان بھی اُنہی کی سنتے ہیں تبھی تو احمدیوں کو اُن کے جائز حقوق سے بھی محروم کیا جاتا ہے۔ مَیں نے اُن کو کہا کہ جہاں تک بیعت کا تعلق ہے، یہ بیعت ہی تو ہے جس کی وجہ سے خاموشی سے احمدی اپنی جان مال کی قربانیاں دیتے چلے جا رہے ہیں اور کوئی قانون ہاتھ میں نہیں لیتے۔ لیکن بہر حال ایک وقت انشاء اللہ آئے گا جب یہی لوگ احمدیوں کی عزت اور احترام کرنے پر مجبور ہوں گے۔ گو آج ہمیں ظلموں کا نشانہ بنایا جا رہا ہے لیکن خدا تعالیٰ کے ہاں اندھیر نہیں۔ ہاں شاید کچھ دیر اور مہلت اُن کو مل جائے۔ پس صرف خدا تعالیٰ کے آگے جھکیں، اُس سے مدد طلب کریں اور اللہ تعالیٰ کی غالب تقدیر کا انتظار کریں۔

عزیزم قدوس شہید کے معاملے میں بعض پولیس افسران نے کہا تو ہے کہ ذمہ داروں کے خلاف قانونی کارروائی کی جائے گی لیکن دوسری طرف دباؤ بھی ڈالا جا رہا ہے۔ اللہ کرے کہ ان کی انصاف کی آنکھ روشن ہو جائے۔ ابھی تو یہ کہا جاتا ہے کہ ظلم و بربریت گو حکومتی اہلکاروں نے کیا ہے لیکن یہ اُن تک محدود ہے اور جب یہ شور پڑا تو اب یہ کہنے لگ گئے ہیں کہ حکومت کا یا افسران کا اس میں کوئی دخل نہیں۔ لیکن اگر انصاف نہ کیا گیا تو اس کا مطلب یہ ہو گا کہ پوری حکومتی مشینری اس حکومتی دہشتگردی میں شامل تھی۔ اور پھر جیسا کہ مَیں نے کہا خدا تعالیٰ کے ہاں شاید دیر تو ہو اندھیر نہیں ہے اور یقیناً یہ لوگ اپنے عبرتناک انجام کو پہنچیں گے۔ جماعت کو نقصان پہنچانے کی ان کی جو حسرت و خواہش ہے، اُس میں یہ کبھی کامیاب نہیں ہو سکتے۔ جماعت انشاء اللہ تعالیٰ ترقی کرتی چلی جائے گی۔ احمدیت کا دو صد ممالک میں پھیل جانا انہی جانی قربانی کرنے والوں کی قربانیوں کا نتیجہ ہے۔ پس احمدیوں کو ہر قربانی کے نتیجے میں اس بات پر اور زیادہ پختہ ہونا چاہئے کہ یہ ہماری ترقی کے دن قریب کر رہی ہے۔ جتنی بڑی قربانی ہے اتنی زیادہ جلد اللہ تعالیٰ کے فضلوں کی امید ہے۔ اللہ تعالیٰ کے اس وعدے کو یاد رکھیں کہ قرآنِ کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَلَا تَهِنُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ (اٰل عمران :140)۔ اور تم کمزوری نہ دکھاؤ، نہ غم کرو۔ اور تم ہی بالا ہو گے اگر تم مومن ہو۔ پس اپنے ایمانوں کی حفاظت کرنا ہمارا فرض ہے۔

پس ہر شہادت ہر قربانی ہمارے ایمان میں ترقی کا باعث بنی چاہئے اور پھر دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل انشاء اللہ تعالیٰ کس طرح نازل ہوتے ہیں۔ صبر، ہمت اور دعا سے کام لیتے چلے جائیں۔

بعض لوگ مجھے لکھ دیتے ہیں کہ صبر اور دعا کے علاوہ بھی کچھ کرنا چاہئے۔ مَیں پہلے بھی بتاتا رہتا ہوں اور بتا بھی آیا ہوں اور ہمیشہ کہتا رہتا ہوں کہ صبر اور دعا ہی ہمارے ہتھیار ہیں۔ اس کا صحیح استعمال ہر احمدی کرے تو پھر دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل کس تیزی سے نازل ہوتے ہیں۔ ابھی بھی اللہ تعالیٰ ہماری کوششوں اور ہماری دعاؤں سے کہیں زیادہ بڑھ کر پھل ہمیں عطا فرما رہا ہے۔ پس کوئی وجہ نہیں کہ ہم مغموم ہوں یا بے دل ہوں۔ بظاہر دشمن کے بھی خوفناک منصوبے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَلَا تَحْزَنُوْا۔ غم نہ کرو۔ انشاء اللہ تعالیٰ دشمن کے منصوبے ہوا ہو جائیں گے۔ دشمن کی حسرت کبھی پوری نہیں ہو گی کہ وہ جماعت کو ختم کر سکے۔ ہاں ان لوگوں کے کونے آہستہ آہستہ کٹتے رہیں گے اور کٹ رہے ہیں اور ان میں سے ہی سعید فطرت جماعت احمدیہ میں شامل ہوتے چلے جائیں گے۔ پس ہر قربانی ہمیں اس طرف توجہ دلاتی ہے اور دلانی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے ہماری اقلیت کو اکثریت میں بدلنے کے لئے ہم سے ایک اور چھلانگ لگوائی ہے۔ اور قدوس شہید جیسی قربانیاں تو سینکڑوں چھلانگیں لگوانے کا باعث بنتی ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ بنیں گی۔ ہمارا ردِ عمل نہ مایوسی ہے، نہ شدت پسندی۔ ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کئے گئے اللہ تعالیٰ کے وعدوں پر کامل یقین ہے بلکہ ہم پورا ہوتے بھی دیکھ رہے ہیں۔ آپ کو اور آپ کی جماعت کو اللہ تعالیٰ نے صبر اور دعا کے ساتھ اپنا کام کرتے چلے جانے کے لئے کہا ہے اور پھر کامیابی مقدر ہونے کا وعدہ کیا ہے۔ پس کون ہے جو ہمارے سے ہماری اس تقدیر کو چھین سکے جس کا خدا تعالیٰ نے فیصلہ کر لیا ہے۔ ہمیں دعا کرنی چاہئے کہ ہماری بے صبری، ہمارے ایمان کی کمزوری ہم سے اُن کامیابیوں کو دور نہ کر دیں جو مقدر ہیں۔ یہ بھی یاد رکھیں کہ جماعت احمدیہ نے ملک کے بنانے میں بھی اور اس کی تعمیر و ترقی میں بھی کردار ادا کیا ہے۔ اور قربانیاں بھی دی ہیں۔ آج بھی ملک کو احمدیوں کی دعائیں ہی بچا رہی ہیں اور بچا سکتی ہیں۔ ہم اپنے بڑوں کی قربانیوں کو جو انہوں نے ملک کے لئے دیں ان دکھوں، تکلیفوں اور شہادتوں کی وجہ سے ضائع نہیں کریں گے۔ انشاء اللہ۔

پس ان ظلموں کو ختم کرنے کا ایک ہی علاج ہے۔ اس ملک کو بچانے کا ایک ہی طریقہ ہے کہ پہلے سے زیادہ خدا تعالیٰ کے حضور جھک کر اُس کا فضل مانگیں۔ ہم مظلوم بننے کے ساتھ اگر پہلے سے بڑھ کر تقویٰ، صبر، توکّل، ثباتِ قدم، دعا اور استغفار سے کام لیں گے تو انشاء اللہ تعالیٰ فتح کے نظارے جلد تر دیکھیں گے۔ اللہ کرے کہ ایسا ہی ہو اور ہم پاکستان اور دوسرے اسلامی ممالک سے دین کے نام پر ظلم اور ہر قسم کے ظلم کو جلد تر ختم ہوتا دیکھیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

''ماموریں اور اُن کی جماعت کو زلزلے آتے ہیں۔ ہلاکت کا خوف ہوتا ہے۔ طرح طرح کے خطرات پیش آتے ہیں۔ 'کُذِبُوْا' کے یہی معنے ہیں۔ دوسرے ان واقعات سے یہ فائدہ ہے کہ کچّوں اور پکّوں کا امتحان ہو جاتا ہے۔ کیونکہ جو کچّے ہوتے ہیں ان کا قدم صرف آسودگی تک ہی ہوتا ہے۔ جب مصائب آئیں تو وہ الگ ہو جاتے ہیں۔ میرے ساتھ یہی سنت اللہ ہے کہ جب تک ابتلا نہ ہو تو کوئی نشان ظاہر نہیں ہوتا۔ خدا کا اپنے بندوں سے بڑا پیار یہی ہے کہ ان کو ابتلا میں ڈالے جیسے کہ وہ فرماتا ہے: وَبَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ۔ الَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ قَالُوْآ اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّآ اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ (البقرۃ: 156-157) یعنی ہر ایک قسم کی مصیبت اور دکھ میں ان کا رجوع خدا تعالیٰ ہی کی طرف ہوتا ہے۔ خدا تعالیٰ کے انعامات انہی کو ملتے ہیں جو استقامت اختیار کرتے ہیں۔ خوشی کے ایام اگرچہ دیکھنے کو لذیذ ہوتے ہیں مگر انجام کچھ نہیں ہوتا۔ رنگ رلیوں میں رہنے سے آخر خدا کا رشتہ ٹوٹ جاتا ہے۔ خدا کی محبت یہی ہے کہ ابتلا میں ڈالتا ہے اور اس سے اپنے بندے کی عظمت کو ظاہر کرتا ہے۔ مثلاً کسریٰ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی گرفتاری کا حکم نہ دیتا تو وہ معجزہ کہ وہ اسی رات مارا گیا کیسے ظاہر ہوتا۔ اور اگر مکّہ والے لوگ آپ کو نہ نکالتے تو '' فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا (الفتح:2) '' کی آواز کیسے سنائی دیتی۔ ہر ایک معجزہ ابتلا سے وابستہ ہے۔ غفلت اور عیاشی کی زندگی کو خدا سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ کامیابی پر کامیابی ہو تو تضرع اور ابتہال کا رشتہ تو بالکل رہتا ہی نہیں ہے۔ حالانکہ خدا تعالیٰ اسی کو پسند کرتا ہے۔ اس لیے ضرور ہے کہ دردناک حالتیں پیدا ہوں۔''

(ملفوظات جلد نمبر 3 صفحہ 587-586۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

اللہ تعالیٰ ہم سب کے ایمان میں ترقی عطا فرمائے اور عطا فرماتا چلا جائے اور ہمیں فتح اور نصرت کے نظارے بھی جلد دکھائے۔ ان قربانیوں کو قبول فرمائے اور شہید مرحوم کے بھی درجات بلند سے بلند تر فرماتا چلا جائے۔ جمعہ کی نماز کے بعد مَیں انشاء اللہ تعالیٰ شہید کا جنازہ غائب بھی پڑھاؤں گا۔

ان کے مختصر کوائف بھی بیان کر دیتا ہوں۔

ان کے والد کا نام میاں مبارک احمد صاحب ہے۔ ان کا تعلق سیالکوٹ سے ہے۔ ان کے خاندان میں احمدیت کا نفوذ آپ کے پڑدادا مکرم میاں احمد یار صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ذریعے ہوا جو فیروز والا، گوجرانوالہ کے رہنے والے تھے۔ انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھ پر بیعت کی اور صحابی کہلائے۔ اسی طرح آپ کی پڑدادی محترمہ مہتاب بی بی صاحبہ رضی اللہ عنہا بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صحابیہ تھیں۔ ماسٹر عبدالقدوس صاحب شہید 1968ء میں پیدا ہوئے۔ پیدائشی احمدی تھے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصی تھے۔ شہادت کے وقت آپ کی عمر 43 سال تھی۔ آپ نے ایف اے تک تعلیم حاصل کی۔ پھر پی ٹی سی کا کورس کیا اور ٹیچر لگ گئے۔ ماسٹر صاحب شہید کی شادی 1997ء میں روبینہ قدوس صاحبہ بنت مکرم ماسٹر بشارت احمد صاحب امیر پارک گوجرانوالہ سے ہوئی۔ جیسا کہ مَیں نے بتایا کہ آپ سکول ٹیچر تھے۔ تقریباً بیس سال کی سروس تھی۔ گورنمنٹ سکول ٹیچر تھے لیکن ربوہ میں ہی دار الصدر شمالی میں پڑھاتے رہے۔ آپ کے ساتھی اساتذہ کے مطابق آپ کا شمار نہایت محنتی اور دیانتدار اساتذہ میں ہوتا تھا۔ محلہ نصرت آباد میں رہائش سے قبل محلہ دار الرحمت شرقی میں رہائش پذیر تھے۔ محلہ دار الرحمت شرقی میں انہیں اطفال الاحمدیہ کے دور میں مجلس کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کی توفیق ملی۔ پانچویں کلاس میں زیرِ تعلیم تھے جب سے جماعتی خدمات بجالا رہے تھے۔ مجلس خدام الاحمدیہ میں بطور منتظم اطفال، بعد ازاں دس سال تک زعیم حلقہ کے عہدے پر فائز رہے۔ 1994ء میں نصرت آباد شفٹ ہوئے، تو یہاں بھی فوری طور پر جماعت کے کاموں میں شامل ہو گئے اور خدمت کی توفیق پائی۔ محلہ نصرت آباد میں زعیم حلقہ اور مجلس صحت کے زیرِ انتظام شعبہ کشتی رانی کے انچارج تھے۔ کشتی رانی اور سوئمنگ بھی ان کو بڑی اچھی آتی تھی۔ اڑھائی سال قبل صدر محلہ منتخب ہو گئے تھے۔ بطور صدر محلہ بڑے احسن رنگ میں خدمات بجالا رہے تھے۔ آپ کے محلے کے احباب کے مطابق شہید مرحوم بہت زیادہ حسنِ سلوک سے پیش آنے والے اور بلند حوصلے کے مالک تھے۔ ان کے ساتھ اگر کوئی شخص سخت لہجے میں بھی، سخت الفاظ میں

JMB RICE MILL (Pvt) Ltd.
Love For All, Hatred For None
AT. TISALPUR. P.O RAHANJA
DIST. BHADRAK, PIN-756111
STD: 06784, Ph: 230088
TIN : 21471503143
JMB

بھی بولتا تو اس بات کو ہنس کر ٹال دیا کرتے تھے۔ عہدے داروں کو بھی یاد رکھنا چاہئے کہ یہی رویہ ہر عہدے دار کا ہونا چاہئے۔

آپ کو مجلس خدام الاحمدیہ کے شعبہ حفاظت مرکز میں بھی ایک لمبا عرصہ خدمت کی توفیق ملی۔ 2002ء سے شہادت تک حفاظت مرکز کے تحت علوم ب کے انچارج رہے۔ تمام ڈیوٹی دہندگان اور کارکنان کے ساتھ انتہائی شفقت سے پیش آیا کرتے تھے۔ اگر دیر تک ڈیوٹیاں ہیں تو اُن کے کھانے پینے، چائے وغیرہ کے انتظام کرنا اور خود جا کر پہنچانا ان کا معمول تھا، خدام ان سے بڑے خوش تھے۔ ماسٹر عبدالقدوس صاحب شہید نہایت اچھے اور خوش مزاج طبیعت کے مالک تھے۔ خدمتِ خلق کا جنون کی حد تک شوق تھا۔ دریائے چناب میں جب کبھی کوئی ڈوب جاتا تو احمدی یا غیر احمدی کا فرق کئے بغیر اُس کی لاش تلاش کرنے میں اپنے ساتھیوں کی نگرانی کرتے ہوئے دن رات محنت کرنے لگ جاتے، اور اُس وقت تک چین سے نہیں بیٹھتے تھے جب تک کہ نعش کو تلاش نہ کر لیں۔ بچپن سے وفات تک مختلف جماعتی عہدوں پر کام کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ شہید مرحوم اطاعت اور فرمانبرداری کا ایک نمونہ تھے اور جماعتی عہدیداران کی عزت و احترام کا بہت زیادہ خیال رکھنے والے تھے۔ طالب علمی کے دَور سے ہی اُنہیں ورزشی مقابلہ جات میں حصہ لینے کا بہت شوق تھا۔ کبڈی، ہاکی، فٹ بال، کرکٹ وغیرہ کے اور کشتی رانی کے اچھے پلیئر تھے۔

ڈیوٹی دینے کے دوران مَیں نے دیکھا ہے، میرے ساتھ بھی انہوں نے ڈیوٹیاں دی ہیں کہ کبھی سامنے آ کر ڈیوٹی دینے کا شوق نہیں تھا۔ کوئی نام و نمود نہیں تھی۔ بڑھ بڑھ کے آگے آنے کا بعضوں کو شوق ہوتا ہے۔ باوجود انچارج ہونے کے پیچھے رہتے تھے، اور اپنے ماتحتوں کو آگے رکھتے تھے۔ ان کی والدہ محترمہ کی خواہش تھی کہ جامعہ میں جائیں لیکن بہرحال وہ خواہش پوری نہیں ہو سکی۔ مرحوم کی اہلیہ محترمہ نے بیان کیا کہ شہید نہایت ملنسار، محبت کرنے والے، شاکر، ہمدرد اور دعا گو انسان تھے۔ ہم سب کا بہت خیال رکھتے تھے اور ہمارے ساتھ سخت رویہ کبھی نہیں اپنایا۔ باوجود تکلیف اور مشکل کے عزیزوں کی خوشیوں میں شامل ہوتے تھے۔ شہادت سے ایک روز قبل بچوں کو صبر، ہمت اور خلافت سے وابستگی کی تلقین کی۔ اللہ کرے یہ ان کی نسلوں میں جاری رہے۔ بلکہ ان کی اہلیہ نے جو خط مجھے لکھا اس میں انہوں نے لکھا کہ میرے میاں اکثر مجھے یہ کہا کرتے تھے۔ ''فیر میں تینوں یاد آواں گا''، یعنی ان کو پہلے کچھ اپنے بارے میں تھا اور آخری لمحات میں بھی یہی نصیحتیں کیں کہ میری والدہ کا خیال رکھنا، بچوں کا خیال رکھنا۔ تو یہ اُن کو تو خیر یاد آئیں گے ہی آئیں گے لیکن قدوس شہید سے ہمیں بھی یہ وعدہ کرنا چاہئے اور اہلِ ربوہ کو بھی کہ ہم احسان فراموش نہیں ہیں۔ یقیناً انہوں نے جماعت پر بہت زیادہ احسان کیا ہے اور محسنوں کو جماعت کبھی بھلایا نہیں کرتی۔ ہمیں بھی وہ انشاء اللہ ہمیشہ یاد رہیں گے۔ فون پر میری ان کی والدہ سے بھی اور بچوں سے بھی بات ہوئی تھی، والدہ بوڑھی لیکن بڑی پُرعزم ہیں۔ اور کوئی غم نہیں تھا۔ بچے ماشاء اللہ اپنے غم کی بجائے میرا حال پوچھ رہے تھے۔ اسی طرح اہلیہ سے بات ہوئی۔ وہ بھی بڑی صابر و شاکر تھیں۔

اللہ تعالیٰ ان سب کو صبر کی توفیق عطا فرمائے اور خود ان کا حافظ و ناصر ہو۔ والدین بوڑھے ہیں۔ ان کے والد تو یہاں ہالینڈ میں ہی رہتے ہیں لیکن والدہ وہاں، ان کے ساتھ، قدوس کے ساتھ ہی رہتی تھیں۔ اسی طرح ان کی اہلیہ ہیں جیسے مَیں نے بتایا۔ اس کے علاوہ ایک بیٹا عبدالسلام چودہ سال کا ہے جو آٹھویں کلاس کا طالبعلم ہے۔ عبدالباسط تیرہ سال کا ساتویں کلاس میں ہے، عبدالوہاب پانچ سال کا پہلی کلاس میں اور ایک بیٹی عطیۃ القدوس ہے دس سال کی جو چوتھی میں ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سب بچوں کا بھی حافظ و ناصر ہو۔ ابھی نمازِ جمعہ کے بعد انشاء اللہ تعالیٰ ان کی نمازِ جنازہ غائب پڑھاؤں گا۔

❁❁❁❁

خلافت سے فیض پانے کی شرط

سیدنا و امامنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بیان فرماتے ہیں:۔

''تمکنت حاصل کرنے اور نظام خلافت سے فیض پانے کیلئے سب سے پہلی شرط یہ ہے کہ نماز قائم کرو۔ کیونکہ عبادت اور نماز ہی ہے جو اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو جذب کرنے والی ہوگی ورنہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے اس انعام کے بعد اگر تم میرے شکر گزار بنتے ہوئے میری عبادت کی طرف توجہ نہیں دو گے تو نافرمانوں میں سے ہو گے۔ پھر شکر گزاری نہیں ناشکر گزاری ہوگی اور نافرمانوں کے لئے خلافت کا وعدہ نہیں ہے بلکہ مومنوں کیلئے ہے۔ پس یہ انتباہ ہے ہر اُس شخص کیلئے جو اپنی نمازوں کی طرف توجہ نہیں دیتا کہ نظام خلافت کے فیض تم تک نہیں پہنچیں گے۔ اگر نظام خلافت سے فیض پانا ہے تو اللہ تعالیٰ کے اس حکم کی تعمیل کرو کہ یعبدوننی یعنی میری عبادت کرو۔ اس پر عمل کرنا ہوگا پس ہر احمدی کو یہ بات اپنے ذہن میں اچھی طرح بٹھا لینی چاہئے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے اس انعام کا جو خلافت کی صورت میں جاری ہے تب فائدہ اٹھا سکیں گے جب اپنی نمازوں کی حفاظت کرنے والے ہونگے۔''

(خطبات مسرور جلد 5 صفحہ 151)

خلافت کی اطاعت

خواجہ عبدالمومن۔ اوسلو، ناروے

جب پہلی بار سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ناروے تشریف لائے تو حضور انور نے مسجد بیت النصر کی تعمیر کے لئے خطبہ جمعہ میں ناروے کے احمدیوں کو مالی قربانی کی تحریک فرمائی، اسی طرح نیشنل مجلس عاملہ کے ممبران کو ارشاد فرمایا کہ ہر نیشنل عاملہ کا ممبر ڈیڑھ لاکھ کرونر مسجد کے لئے ادا کرے چنانچہ مجلس عاملہ کے ممبران نے بیک زبان کہا کہ حضور ہم انشاء اللہ آپکے حکم کی تعمیل کریں گے۔

اس وقت خاکسار پہلے ہی ایک مخلص احمدی دوست سے غالباً پچیس ہزار کرونر قرض لے کر مسجد کے لئے ادا کر چکا تھا۔ میرے پاس کوئی پیسہ نہیں تھا ہاں ایک مکان تھا جس میں میری اور میرے بچوں کی رہائش تھی۔ خاکسار نے حضور انور کی خدمت میں لکھا کہ میرا ارادہ ہے کہ اپنے اس مکان کو فروخت کر کے کوئی چھوٹا مکان خرید لوں اور جو رقم بچے اس سے اپنا وعدہ پورا کر دوں۔ حضور انور نے فرمایا ٹھیک ہے اس مکان کو فروخت کر کے چھوٹا مکان لے لیں اور اپنا چندہ مسجد کا وعدہ پورا کر دیں۔ خدا تعالیٰ کی شان دیکھیں اور خلافت کی اطاعت کی برکت دیکھیں کہ حسن اتفاق سے میرے ایک بیٹے کا مکان کے لئے رقم کا بندوبست ہو گیا اور اس مکان کو بجائے کسی اور کے آگے فروخت کرنے کے وہ مکان ہم نے اپنے بیٹے کے نام منتقل کر دیا اور مکان کا قرضہ وغیرہ ادا کر کے جو ہمیں مکان کی رقم ملی اس سے خاکسار نے ڈیڑھ لاکھ کرونر فوری طور پر مسجد کی تعمیر کا ادا کر کے اپنا وعدہ پورا کر دیا۔ الحمدللہ

قدرت سے اپنی ذات کا دیتا ہے حق ثبوت
اس بے نشاں کی چہرہ نمائی یہی تو ہے

خدا تعالیٰ نے خلافت کی اطاعت اور مالی قربانی کے نتیجہ میں ہمارے اموال میں برکت دی۔ ہمیں قرضوں سے نجات دے دی ہمیں مکان سے بھی باہر نہیں جانا پڑا اور ہماری ضرورت بھی خدا نے پوری کر دی اور بہت جلد سارے اسباب مہیا فرما دیئے۔ اسکے بعد بھی خدا تعالیٰ کے فضلوں کی بارش مسلسل برستی دیکھتا ہوں۔ اسی طرح مجموعی لحاظ سے لجنہ، خدام، انصار، ناصرات اور اطفال نے بھی بے مثال قربانیاں پیش کی ہیں خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے انہیں قبول فرمایا ہے اور ہمیں محض اپنے فضل سے آج ایک خوبصورت مسجد عطا کی ہے۔

حضور انور نے سکنڈے نیویا کی سب سے بڑی اور خوبصورت احمدیہ مسجد النصر کا ۳۰ ستمبر ۲۰۱۱ کو جمعہ کے خطبہ کے ساتھ افتتاح فرمایا اور ناروے کے احمدیوں کی اس مسجد کے لئے بے مثال قربانیوں کو سراہا اور خوشنودی کا اظہار فرمایا۔ الحمدللہ۔ خدا تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس مسجد کو توحید اور دین حق کے نور کو پھیلانے کا موجب بنائے۔ آمین

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا Live خطبہ جمعہ ہندوستانی وقت کے مطابق 5.30 بجے شام شروع ہوتا ہے۔ تمام زونل امراء، مبلغین و معلمین کرام حضور انور کے Live خطبہ جمعہ کو احباب جماعت ہائے احمدیہ بھارت کو سنانے کا باقاعدگی سے اہتمام کریں۔

(نظارت اصلاح و ارشاد قادیان)

محبت سب کیلئے نفرت کسی سے نہیں

تیلگو اور اُردو لٹریچر فری دستیاب ہے

فون نمبر: 0924618281,04027172202
09849128919, 08019590070

منجانب:
ڈیکو بلڈرز
حیدرآباد۔
آندھرا پردیش

M/S ALLIA EARTH MOVERS
(EARTH MOVING CONTRACTOR)
Volvo-290, 210, L& T Komatsu PC-300, 200
Tata Hitachi, Ex 70, JCB, Dozer, etc on hire basis
Kusambi, Sungra, Salipur, Cuttack-754221
Tel.: 0671-2112266. (M) 9437078266,
9437032266, 9438332026, 943738063

زندہ لوگ

(تنویر احمد ناصر۔نائب ایڈیٹر بدر قادیان)

جیسے کل ہی کی بات ہو۔ جب دل کو غم کی اتھاہ گہرائیوں میں اُتار دینے والی یہ اندوہناک اور دلدوز خبر آئی کہ لاہور کی دو احمدیہ مساجد پر معاندین احمدیت کی طرف سے خودکش حملہ ہوا ہے اور معصوم اور نہتے احمدیوں پر جو جمعہ کی نماز کیلئے جمع ہوئے تھے، بموں اور گولیوں کی بوچھاڑ کر دی گئی ہے جس کے نتیجہ میں 86 جانثاران احمدیت نے احمدیت کی صداقت پر اپنے خون سے مہر تصدیق ثبت کرتے ہوئے جام شہادت نوش کیا ہے۔

اس حکایت خونچکاں کو بیان کروں تو کیونکر! آج بھی شہدا کی شریانوں سے نکلے ہوئے سرخ پھریروں سے فضا کا رخ لالہ رنگ ہے۔اب بھی فضا میں گرم بگولوں کا رقص جاری ہے۔افق تا افق خون کی مینا چھلک رہی ہے۔مہر منور اپنی پوری آب وتاب کے ساتھ روشن ہے لیکن بام و در پہ اب بھی سیاہی جھلک رہی ہے۔آج جبکہ اس دردناک واقعہ پر تقریباً ۲ سال گزر چکے ہیں اور ماضی کا ایک دردناک باب بن چُکا ہے لیکن پھر بھی ۲۸ مئی ۲۰۱۰ کا وہ خونیں دن ہر احمدی کے دل و دماغ پر اس طرح اثر پذیر ہے جیسے کل کی ہی بات ہو۔اگرچہ ان میں سے بعض شہدا کے بوڑھے اور نحیف والدین کی کمزور آنکھیں آج بھی اُن راہوں سے گزرتی اور آنسو بہاتی ہیں جن سے کبھی اُن کے جوان و ہونہار نونہال اُن کیلئے خوشیوں کی سوغات لیکر گھر لوٹتے تھے۔اگرچہ بعض شہدا کی نئی نویلی دلہنوں کی حنا کا رنگ پھیکا ہونے سے قبل ہی ان کی آنکھوں کے حسین خواب چکنا چور ہو چکے ہیں، اگرچہ ان کے معصوم اور کمسن بچوں کے اپنے باپوں کے کندھوں پر پل کر جوان ہونے اور زندگی کی مختلف بہاریں دیکھنے کے خواب ادھورے رہ گئے ہیں اور اگرچہ اس حادثہ خونچکاں سے سب کے دل چھلنی ہیں لیکن ایک احمدی کے لئے یہ غم ایسا نہیں جو بالآخر اسے واویلا کرنے اور خدا سے شکوہ کرنے پر مجبور کردے بلکہ یہ غم ایسا ہے جو ہر احمدی کو ایک عجیب روحانی سرور و تسکین کی دُنیا میں پہنچا دیتا ہے اور وہ سرور و تسکین بجائے غم کرنے کے خود پر فخر کرنے پر آمادہ کر دیتا ہے۔

دنیا میں آئے دن خودکش حملوں، قدرتی آفات اور آپسی رنجشوں اور لڑائی جھگڑوں کی وجہ سے ہزاروں اموات ہوتی ہیں۔لیکن کسی کو ان اموات پر شکر کرتے اور فخر کرتے ہوئے نہیں دیکھا گیا بلکہ اکثر یہی منظر ہوتا ہے کہ عورتیں واویلا کر رہی ہیں، گریبان پھاڑ رہی ہیں۔ یہاں تک کہ معصوم بچوں کے چہروں پر تماچے مار مار کر اُنہیں رُلایا جاتا ہے۔مگر قربان جائیں جماعت احمدیہ کی اُن ماؤں پر جنہوں نے اپنا خون جگر پلا پلا کر جوان کئے بچوں کو گولیاں کھا کر راہ مولیٰ میں شہید ہوتے ہوئے دیکھا لیکن اُف نہ کیا۔ قربان جائیں ان بیویوں پر جن کے شوہروں نے خودکش حملوں کو اپنے سینوں پر جھیلا اور ہنستے ہنستے جان دی مگر منہ پر حرف شکایت نہ آیا۔قربان جائیں ان بچوں پر جنہوں نے بغیر کسی شک وشبہ کے کہا کہ ہمیں فخر ہے کہ ہم شہید کے بچے ہیں۔قربان جائیں اُن بھائیوں پر جنہوں نے کہا کہ ہمارے سر فخر سے بلند ہیں اور ہم خدا تعالیٰ کے اس فضل و احسان پر سجدات شکر بجا لاتے ہیں کہ اُس نے ہمارے خاندان میں بھی شہید پیدا کئے۔

قربان جائیں اُن بہنوں پر جنہوں نے دشمنان احمدیت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالکر اُنہیں خیرہ کرتے ہوئے جرأت مندانہ کہا کہ ہم تمہاری اِن خلاف اسلام کاروائیوں سے ڈر کر گھر میں دبک کر بیٹھ رہنے والے نہیں بلکہ اس واقعہ سے ہمارا ایمان اور پختہ ہوا ہے اور اگر اسی سے تمہارے ناپاک کلیجوں کو ٹھنڈ پڑتی ہے تو آؤ اور ہمارے اوپر بھی اپنی سنگینیں خالی کردو۔ ہمارے بچے ہمارے بوڑھے ہمارے مرد ہماری عورتیں ہر ایک اس راہ میں اپنے خون کا آخری قطرہ تک بہا دینے کیلئے تیار بیٹھے ہیں۔ ہم جن راہوں پر مارے گئے وہ حق و صداقت کی روشن راہیں تھیں۔ اور ہمارا نور نظر زمین کی پستیوں میں نہیں بلکہ ہفت افلاک کی بلندیوں میں ہے اور تم ایسے بے مرشد چوپائے کی مانند ہو جسے شیطان صحراؤں میں نت نئے سبز باغ دکھاتا ہے اور تم شیطانی خیالات کے بہاؤ میں ایسے بہتے چلے جاتے ہو کہ ہر آنے والا دن تمہاری پیشانیوں پر ذلت و رسوائی کے قشقے لگاتا جاتا ہے۔قربان جائیں دنیا بھر میں پھیلے ہوئے احمدیت کے جاں نثاروں پر جنہوں نے اس صدمہ عظیم کو اپنے امام و پیشوا کی اطاعت میں سر تسلیم خم کرتے ہوئے نہایت صبر و استقامت سے برداشت کیا اور کوئی علم احتجاج و بغاوت بلند نہ کیا اور اس معاملہ کو خدا تعالیٰ پر چھوڑ دیا۔

عقل دنگ ہے اور زبان گنگ! کہ آخر یہ جذبہ کیا ہے اور کہاں سے عطا ہوا اور اس قدر فوری رضائے مولیٰ پر راضی ہونے کا یہ عظیم نمونہ کیونکر ظاہر ہوا اور اس کے موجبات کیا تھے؟ اُدھر یہ حادثہ ہوا اور ادھر چشم زدن میں راضی برضائے الٰہی ہونے کے روح پرور نظارے نظر آنے لگے۔ ہر زبان پر انا للہ اور الحمد للہ کے کلمات جاری ہو گئے ،کوئی ماتم نہیں کوئی واویلا نہیں! قلم ورطہ حیرت میں گم ہے اور اس حکایت خونچکاں کو صفحہ قرطاس پر بکھیرنے کیلئے خون دل کی روشنائی کا طلب گار ہے۔

میں جب اس سوال کا حل تلاش کرنے کیلئے کمند تصور ڈالتا ہوں اور تاریخ کے صفحات کی ورق گردانی کرتا ہوں تو خود کو آج سے قریباً ساڑھے چودہ سو سال قبل تاریخ اسلام کی اُن حسین اور سرسبز و شاداب وادیوں میں حیرت زدہ اور مبہوت کھڑا ہوا پاتا ہوں اور وہاں عشق الٰہی اور عشق رسولؐ سے پر اور فدائیت اور جانثاری کے جذبے سے فنا کے مقام پر پہنچی ہوئی عظیم شخصیتوں کو ضوفشاں پاتا ہوں اور اللہ تعالیٰ کی خاطر جان دینے کی اُن کی تڑپ کو دیکھ مزید ورطہ حیرت میں ڈوب جاتا ہوں۔ میری حیرت کی اُس وقت انتہا نہیں رہتی جب میں اُن عورتوں بچوں اور بوڑھوں اور جوانوں کو دیکھتا ہوں جو اپنا سب کچھ گنوا کر بھی محض اور محض رسول کریمؐ کی محبت میں فنا ہیں۔اُنہیں اس بات کی کچھ بھی فکر نہیں کہ جنگ میں اُن کے عزیز مارے گئے یا قبول اسلام کے بعد اُن پر مصائب وابتلا کا ایک نیا باب شروع ہو گیا۔اُنہیں تو بس اپنے پیارے رسولؐ کی فکر ہے وہ صبح وشام اسی فکر میں جیتے ہیں کہ اُن کے پیارے رسول کو کچھ نہ ہو اور اُس کے بدلے میں ا نکی چاہے جان بھی چلی جائے تو کوئی غم نہیں۔

اے قاری! آ اور اپنے تصور کو میرے تصور کے ہم آہنگ کر کے دیکھ! وہ دیکھ عمار بن یاسر اور اُن کے والدین کو کفار مکہ کی طرف سے کس درجہ اذیت میں مبتلاء کر کے مظالم کے پہاڑ ان پر توڑے جا رہے ہیں۔لیکن اسلام کے ان کوہ وقار جاں نثاران کے پائے ثبات متزلزل نہیں ہو رہے۔قبول اسلام کے بعد اُن کا ایمان اس درجہ مستحکم ہو چکا ہے کہ اب اُنہیں اپنی جان کی بھی کچھ پرواہ نہیں رہی۔وہ دیکھ! کس بے دردی اور سفاکی سے ابوجہل نے حضرت عمارؓ کے والدین کو شہید کر دیا۔کیا تو نے آل یاسر کی عرش کے کینگروں کو ہلا دینے والی دلدوز آہیں سنی تھیں! جنہوں نے بالآخر ایک طرف جہاں عرش خداوند کو جنبش دی وہیں عرب کے سنگلاخ اور چٹیل میدانوں میں شگاف کر دئے اور لاکھوں گل ہائے رنگا رنگ کھل اٹھے جن کی خوشبو سے جزیرہ نما عرب مہک اُٹھا۔

اے قاری! آمیں تجھے ایسے ہی ایک اور کوہ وقار کی عظمت شان اور بلند ہمتی اور جاں نثاری اسلام کا نظارہ کراوں۔وہ دیکھ! عرب کی سنگلاخ اور پتھریلی راہوں پر کچھ لڑکے ایک حبشی غلام کو گھسیٹ رہے ہیں۔اسکی رنگ اگرچہ سفید نہیں مگر اس کا دل نور خداوندی کی چمک سے اس طرح جگمگا رہا ہے کہ اس کی تاب لانے کی آنکھوں میں سکت نہیں۔ وہ دیکھ! امیہ بن خلف اور اس کے کارندے حضرت بلال حبشیؓ سے اپنے جھوٹے خداؤں کی خدائی منوانے کے لئے، ان کے منہ سے ایک مشرکانہ کلمہ اعل الھبل نکلوانے کے لئے انہیں تپتی ریت پر لٹا کر اُن کے سینے پر پتھر کی ایک بھاری سل رکھ کر وحشت اور درندگی کا ننگا ناچ ناچ رہے ہیں۔ان پر مظالم کے پہاڑ توڑتے توڑتے ان کی اپنی زبانیں حلق سے باہر نکلی پڑتی ہیں۔ وہ دیکھ! حضرت بلالؓ کے سوکھے اور پانی کی ایک ایک بوند کو ترستے لبوں کو جنبش ہوئی، کپکپاتے ہونٹ کچھ بولنے پر آمادہ ہوئے۔کچھ سنا تو نے؟ سن! لرزتے کانپتے ہونٹوں سے احد احد کی مسلسل ظلم و بربریت سے مدھم ہو چکی لیکن یقین محکم سے لبریز ندا کو غور سے سن! تو نے امیہ کا بلال پر ظلم ڈھانا دیکھا تھا! تو نے بے سہارا بلال کا اوباش لڑکوں کے ہاتھوں پتھریلی راہوں پر گھسیٹا جانا دیکھا تھا! اب بلال کی احد احد کی دلدوز پکار کو سن! جس نے بالآخر خدائے ذوالجلال کی اس غیرت کو جنبش دی جو وہ اپنے معصوم و مظلوم بندوں کے لئے ہر زمانہ میں دکھاتا ہے، جس کے نتیجہ میں جزیرہ نما عرب پر شرک کی صدیوں پرانی اجارہ داری ایک لمحے میں خاک میں مل گئی۔

کارزار ہائے بدر میں مشرکین مکہ کی صفوں میں ایک بے چینی کی لہر ہے اور ان کی اس بے چینی اور پریشانی خاطر کی وجہ تین صد تیرہ نہتے بے سروسامان مفلوک الحال فاقہ کش مسلمانوں کے متعلق عمیر بن وہب کا یہ قول ہے کہ ما رأیت شیئاً ولکن قد رایتُ یا معشر القریش البلایا تحملُ المنایا نواضحُ یثرب تحملُ الموت الناقع۔ مجھے کوئی مخفی کمک وغیرہ تو نظر نہیں آئی لیکن اے معشر قریش! میں نے دیکھا ہے کہ مسلمانوں کے لشکر میں گویا اونٹوں کے کجاؤں نے اپنے اوپر آدمیوں کو نہیں بلکہ موتوں کو اُٹھایا ہوا ہے اور یثرب کی سانڈنیوں پر ہلاکتیں سوار ہیں۔

اور پھر باوجود مسلمانوں کی بے سروسامانی کے سرداران مکہ کا مسلمانوں سے بدر کے میدان میں افہام و تفہیم کرنا کون بھول سکتا ہے۔ کون بھول سکتا ہے اُس آندھی کو جو خدائی تائید و نصرت سے بھری ہوئی ریت کی ایک مٹھی سے چلی تھی جس کے نتیجہ میں کفار اندھے ہو گئے۔عتبہ، شیبہ اور ابوجہل جیسے روساء کا خاک میں ملنا کسے یاد نہیں۔ میں یہ سوچنے پر مجبور ہوں کہ وہ کون سی طاقت تھی جس نے ۳۱۳ مفلوک الحال بے سروسامان صحابہ کو کفار کے ایک ہزار کے لشکر جرار سے جو کہ ہر قسم کے جنگی ساز و سامان سے آراستہ تھا، لوہا لینے پر آمادہ کر دیا۔مسلمانوں کا یہ جوش اور موت سے بے پرواہی اور جذبہ شہادت کسی دنیاوی لالچ کا نتیجہ نہ تھا بلکہ سیھزم الجمع ویولون الدبر اور شاہت الوجوہ جیسی الٰہی بشارتوں کے نتیجہ میں تھا۔اُن کے دل اسلام اور رسول کریمؐ کی محبت میں ایسے فنا ہو چکے تھے کہ اُنہیں اللہ اور اس کے رسول کے سوا کچھ نظر نہ آتا تھا۔

اے قاری! جنگ اُحد سے واپسی پر جب

مسلمان عقیدت مند دور دور تک آنحضورؐ کے استقبال میں آگے آئے ہوئے تھے اُس انصاری عورت کی بے قراری کو بھی دیکھ جو سخت گھبراہٹ کی حالت میں اپنے گھر سے نکل کر اُحد کی طرف سے آنے والے راستہ پر کھڑی تھی اور واپس آنے والے صحابہ میں بڑی بے قراری کے ساتھ اپنے آقا و مطاع حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو تلاش کر رہی تھی۔ صحابہ میں سے بعض نے اُسے اطلاع دی کہ تمہارا باپ اور تمہارا بھائی اور خاوند سب اُحد میں شہید ہوگئے ہیں۔ کیا تو نے اُس کا جواب نہیں سنا! اُس کی بے تابی اور تڑپ نہیں دیکھی! جب اُس نے کہا کہ مجھے یہ بتاؤ کہ رسول خدا کا کیا حال ہے؟ جب اُسے بتایا گیا کہ رسول خدا تو اللہ کے فضل سے بخیریت ہیں تو اُس کے خوشی سے تمتمائے ہوئے چہرے کو بھی دیکھ جب اُس نے رسول خدا کے پرنور چہرے کو دیکھ کر بے اختیار کہا **کلّ مصیبة بعدك جلل** کہ اگر آپؐ زندہ ہیں تو پھر سب مصیبتیں ہیچ ہیں۔

اللہ اللہ فدائیت اور جاں نثاری کے یہ ایسے اعلیٰ درجہ کے نمونے ہیں کہ جنہیں دیکھ کر رشک آتا ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو اللہ پر ایمان لاکر، اُس کے نبی پر اپنا سب کچھ نچھاور کر کے آرام و راحت محسوس کرتے ہیں اور اس کے نتیجہ میں خود پر فرشتوں کے نزول کا مشاہدہ کرتے ہیں جو انہیں دنیا و آخرت میں رضائے الٰہی کے حصول کی بشارتیں دیتے ہیں۔ یہی وہ مرہم ربانی ہے جو بندگان خدا کو اُن کی تکالیف پر خدا تعالیٰ کی طرف سے لگایا جاتا ہے جس کے نتیجہ میں وہ اپنا ہر غم بھول کر خدا کی راہ میں اپنا سب کچھ نچھاور کرنے کو تیار ہوجاتے ہیں۔

مثل مشہور ہے کہ وقت ہر زخم کا مرہم ہوتا ہے اور بڑے سے بڑے زخم کو بھرنے کی طاقت رکھتا ہے۔ لیکن جو لوگ کامل طور پر خدا کے ہوجاتے ہیں ان پر یہ مثل صادق نہیں آتی کیوں کہ اُن کے زخموں کا مرہم تو خدا تعالیٰ کی ذات ہے اور خدا تعالیٰ جب اپنے بندوں کے زخموں پر مرہم لگائے تو وہ زخم چٹکیوں میں مندمل ہو جاتے ہیں قرآن مجید کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے ان بندوں پر جو ہمیشہ کے لئے اُس کے ہوجاتے ہیں اور اس کی راہ میں ہر قربانی کیلئے تیار رہتے ہیں فرشتوں کے ذریعہ بشارتیں عطا فرماتا ہے اور اُنہیں تسلیاں دیتا ہے چنانچہ فرماتا ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ○ نَحْنُ اَوْلِيٰٓؤُكُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ ۚ وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَشْتَهِيْٓ اَنْفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَدَّعُوْنَ ○ نُزُلًا مِّنْ غَفُوْرٍ رَّحِيْمٍ ○ (حم السجدة: ۳۱ تا ۳۳)

یعنی وہ لوگ جنہوں نے کہا کہ ہمارا رب اللہ ہے پھر مستقل مزاجی سے اس عقیدہ پر قائم ہوگئے ان پر فرشتے اُتریں گے یہ کہتے ہوئے کہ ڈرو نہیں اور غم نہ کرو۔ اور اس جنت کے ملنے سے خوش ہوجاؤ جس کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا۔

ہم دنیا میں بھی تمہارے دوست ہیں اور آخرت میں بھی تمہارے دوست رہیں گے اور اس جنت میں جو کچھ تمہارے جی چاہیں گے تم کو ملے گا۔ اور جو کچھ تم مانگو گے وہ بھی تم کو اس میں ملے گا۔ یہ بخشنے والے اور بے انتہا کرم کرنے والے خدا کی طرف سے مہمانی کے طور پر ہوگا۔

یہ وہ مرہم ربانی ہے جو خدا تعالی اپنے کامل فرمانبرداروں کے زخموں پر لگاتا ہے۔ اگر کوئی کہے کہ یہ تو صرف ایک دعویٰ ہے اس کا ثبوت کیا ہے؟ تو جاننا چاہیئے کہ اس کا سب سے بڑا ثبوت رسول کریمؐ کی ذات ہے۔ ہر مشکل مرحلہ پر اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت سے بھرا ہوا ہاتھ آپؐ کی نصرت میں چلتا تھا۔

کبھی وہ ہاتھ ایک عجیب سرور و تسکین بن کر آپ کے قلب و جگر کو سہلاتا اور آپ کو تسلیاں دیتا اور آپؐ کے ذریعہ صبر و رضا کے عظیم نمونے ظاہر کرواتا۔ کبھی وہ ہاتھ جلال الٰہی کا مظہر بن کر منکرین کو خدائی قہر کے جلوے دکھاتا۔ کبھی وہ ہاتھ آپ کی خاطر اپنی تائید و نصرت کے عجیب نظارے دکھاتا اور آپ تن تنہا محض اور محض خدا کی ذات پر بھروسہ کر کے بڑی سے بڑی مخالفتوں کی آندھیوں کے سامنے پہاڑ کی مانند کھڑے ہوجاتے۔ آپ خدا تعالی کی ذات پر کامل یقین کے اس ارفع مقام پر فائز تھے جس تک پہنچ پانا عام آدمی کے بس کی بات نہیں۔ آپ کو اس بات کی کچھ بھی پروا نہیں تھی کہ دنیا آپ کی مخالف ہے بلکہ آپ کو اس بات کا ناز تھا کہ اللہ میرا رب ہے۔ اور یہی حال آپ کی کامل اتباع میں آپ کے صحابہ کا تھا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کیا ہی خوب فرمایا ہے۔

خدا کے پاک لوگوں کو خدا سے نصرت آتی ہے
جب آتی ہے تو پھر عالم کو اک عالم دکھاتی ہے
کبھی وہ خاک ہو کے دشمنوں کے سر پہ پڑتی ہے
کبھی ہو کر وہ پانی اُن پہ اک طوفان لاتی ہے

غرضیکہ اللہ مولانا کا نعرہ نہایت عظیم نعرہ ہے۔ جنگ اُحد کے موقعہ پر جب وقتی طور پر مسلمانوں کو آنحضورؐ کے ساتھ ایک درے میں پناہ لینی پڑی تو ابوسفیان اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ رسول کریمؐ کو ڈھونڈتا ہوا اُدھر آنکلا اور اُس نے پکارا مسلمانو! کیا تم میں محمدؐ ہے؟ آپؐ نے فرمایا کوئی جواب نہ دے۔ چنانچہ سب صحابہ خاموش رہے۔ پھر اُس نے ابوبکر و عمرؓ کا پوچھا اس پر بھی آپؐ کے ارشاد کے ماتحت کسی نے جواب نہ دیا جس پر اس نے بلند آواز میں فخر کے لہجہ میں کہا کہ یہ سب لوگ مارے گئے کیونکہ اگر وہ زندہ ہوتے تو جواب دیتے۔ اس وقت حضرت عمر سے نہ رہا گیا اور وہ بے اختیار ہو کر بولے کہ اے اللہ کے دشمن تو جھوٹ کہتا ہے۔ ہم سب زندہ ہیں اور خدا ہمارے ہاتھوں سے تمہیں ذلیل و رسوا کرے گا۔ اس پر ابوسفیان نے نہایت بلند آواز سے پکار کر کہا اُعلُ ھبل یعنی ھبل کی بزرگی اور بلندی ظاہر ہو۔ صحابہ آنحضرتؐ کے ارشاد کا خیال کر کے خاموش رہے۔ مگر آنحضرتؐ جو اپنے نام پر تو خاموش رہنے کا حکم دیتے تھے اب خدا کے مقابلہ میں بُت کا نام آنے پر بیتاب ہوگئے اور فرمایا۔ ''تم جواب کیوں نہیں دیتے؟''۔ صحابہ نے عرض کیا۔ ''یا رسول اللہ! ہم کیا جواب دیں؟'' آپ نے فرمایا کہو'' **اللہ اعلیٰ واجل**۔ یعنی بلندی اور بزرگی صرف خدا تعالیٰ کو حاصل ہے۔ ابوسفیان نے کہا **لنا العزی ولا عزی لکم**۔ ہمارے ساتھ عزی ہے اور تمہارے ساتھ عزی نہیں ہے۔ آنحضرتؐ نے صحابہ سے فرمایا کہو **اللہ مولنا ولا مولیٰ لکم** اللہ ہمارا کارساز و مددگار ہے اور تمہارے ساتھ کوئی مددگار نہیں۔

تاریخ گواہ ہے کہ اس دن اُحد کی وادیاں اللہ مولانا اور نعرہ ہائے تکبیر کی فلک شگاف صداؤں سے گونج اُٹھیں۔ مسلمانوں کے دل خدا تعالیٰ کی ذات پر کامل یقین سے اس طرح بھر گئے کہ لشکر کفار کے ان کے سروں پر کھڑے ہونے کے باوجود بھی اُنہیں اللہ کے سوا کوئی خوف نہ تھا۔

یہی فدائیت و جاں نثاری اور خدا تعالیٰ کی ذات پر کامل یقین کے نظارے آج جماعت احمدیہ میں بھی نظر آتے ہیں۔ جماعت احمدیہ کا بھی اپنے تمام مخالفین کو مخاطب کر کے یہی نعرہ ہے کہ اللہ ہمارا مولیٰ ہے اور تمہارا کوئی مولیٰ نہیں اور جب اللہ ہماری مدد کو آئے گا تو خدا کی قسم تمہارا کوئی مددگار نہیں ہوگا جو اُس وقت تمہیں خدا کے عذاب سے بچا سکے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ ایک محفل سوال و جواب میں بڑی تحدی کے ساتھ مخالفین احمدیت کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں۔

''جماعت احمدیہ تو خدا تعالیٰ کے فضل سے ایک والی رکھتی ہے۔ جماعت احمدیہ کا ایک مولیٰ ہے اور زمین و آسمان کا خدا ہمارا مولیٰ ہے۔ لیکن میں تمہیں بتاتا ہوں کہ تمہارا کوئی مولیٰ نہیں۔ خدا کی قسم جب ہمارا مولیٰ ہماری مدد کو آئے گا تو کوئی تمہاری مدد نہیں کر سکے گا۔ خدا کی تقدیر جب تمہیں ٹکڑے ٹکڑے کرے گی تو تمہارے نام و نشان مٹا دیئے جائیں گے اور ہمیشہ دنیا تمہیں ذلت اور رسوائی کے ساتھ یاد کرے گی۔''

جماعت احمدیہ کی سوسالہ تاریخ اس بات پر شاہد ہے کہ اُس پیارے مسیح و مہدی کی اتباع میں خدا تعالیٰ اور اس کے پاک نبی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ سے عشق کے میدان میں وہ ایسی ثابت قدم نکلی ہے کہ اس کی مثالیں سوائے قرون اولیٰ کے کہیں نہیں ملتیں۔

آنحضرت ﷺ نے آخری زمانہ میں آنے والی آخرین کی جماعت کی ایک نشانی یہ بھی بتائی تھی کہ **ما انا علیه واصحابی** یعنی اُس کا وہی حال ہوگا جو آج میرا اور میرے صحابہ کا ہے اور وہ اُسی طریق پر ہوگا جس پر آج میں اور میرے صحابہ کاربند ہیں۔ جب ہم آنحضور ﷺ کی بیان فرمودہ نشانی کے مطابق تمام دنیا میں اُس سچی جماعت کو ڈھونڈتے ہیں تو سوائے جماعت احمدیہ کے کسی کو اس میدان میں نہیں پاتے۔ حضرت مسیح موعودؑ اور آپ کی پاک جماعت اُن تمام حالات اور ادوار سے گزری جن سے حضرت رسول اکرمؐ اور آپ کے صحابہ گذرے۔ جس طرح آپؐ پر آپ کے مخالفین نے عرصہ حیات تنگ کر دیا تھا اُسی طرح حضرت مسیح موعودؑ اور آپ کی جماعت پر بھی مخالفین نے عرصہ حیات تنگ کر رکھا ہے، پاکستان کا اینٹی احمدیہ آرڈیننس اور توہین رسالت قانون اس بات کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ دنیا بھر میں سوائے جماعت احمدیہ کے آج وہ کون سی جماعت ہے جس میں خدا کی خاطر شہادتوں کا سلسلہ جاری ہے؟ آج روئے زمین پر سوائے جماعت احمدیہ کے کس کو حج سے روکا جا رہا ہے؟ کلمہ طیبہ پڑھنے اور اذانیں دینے پر کسے جیلوں میں بند کیا جا رہا ہے؟ کن کی مساجد سے اللہ اور اس کے پاک رسول کا نام مٹایا جا رہا ہے؟ ایک سچا کلمے کا عاشق ایسا کرنے کے بارے میں سوچ بھی نہیں سکتا۔ کیا یہ تمام حالات آنحضرتؐ اور آپ کے صحابہ کی پاک جماعت پر وارد نہیں ہوئے؟ اور پھر دنیا میں وہ کون سی جماعت ہے جو آنحضور ﷺ اور آپؐ کے صحابہ کے پاک اسوہ پر چلتے ہوئے ہر قسم کے شرک اور بدعت سے کنارہ کشی اختیار کئے ہوئے ہے۔ آج اُمت مسلمہ کے تمام فرقے کسی نہ کسی رنگ میں شرک و بدعت میں مبتلا ہیں سوائے جماعت احمدیہ کے۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا:

شرک اور بدعت سے ہم بیزار ہیں
خاک راہ احمد مختار ہیں

غرض آج صرف جماعت احمدیہ ہی ہے جو آنحضرت ﷺ کے پاک اسوہ پر عمل کرنے کے نتیجہ میں ہر اس ابتلاء سے گزر رہی ہے جس سے آپ اور آپ کے صحابہ کی جماعت کو گزرنا پڑا۔

آنحضرت ﷺ کی غلامی میں ہی حضرت مسیح موعودؑ کی اس پیاری جماعت پر بھی ابتداء سے ہی مظالم کے پہاڑ توڑے جانے لگے۔ کابل میں صاحبزادہ عبد اللطیف صاحب کو جس بے دردی سے شہید کیا گیا وہ تاریخ احمدیت کا ایک دردناک باب ہے۔ اُس وقت سے لیکر آج تک شہادتوں کا سلسلہ جاری ہے۔ لیکن کیا اس کے نتیجہ میں جماعت احمدیہ کے پائے ثبات میں ذرہ بھر بھی تزلزل برپا ہوا؟ کیا اس سے جماعت کی تعداد میں کمی آگئی؟ نہیں! بلکہ اگر

مخالفین نے ایک احمدی شہید کیا تو اللہ تعالیٰ نے اُس کے خون کے ایک ایک قطرے کے بدلے ہزاروں لاکھوں عشاق حضرت مسیح موعودؑ کو عطاء کئے اور کرتا چلا جارہا ہے اور ان مخالفتوں اور شہادتوں کے نتیجہ میں عشاقان مسیح محمدی کے ایمان وایقان میں مزید اضافہ ہوتا چلا جارہا ہے اور ہم ہر دن فرشتوں کے نزول کا نظارہ اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔

دراصل جماعت احمدیہ خدائی وعدوں پر یقین کرتے ہوئے قرآن مجید کی اس آیت پر دل و جان سے ایمان رکھتی ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ **ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل احیاء عند ربھم یرزقون۔**

یعنی جو لوگ خدا کے راستے میں شہید ہوتے ہیں انہیں مردہ نہ سمجھا کرو بلکہ وہ زندہ ہیں اور اپنے رب کے پاس خوشی سے زندگی گذار رہے ہیں۔ چنانچہ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں ”یاد رہے کہ اولیاء اللہ اور وہ خاص لوگ جو خدا تعالیٰ کی راہ میں شہید ہوتے ہیں وہ چند دنوں کے بعد پھر زندہ کئے جاتے ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ **ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتا بل احیاء** ۔یعنی تم ان کو مردے مت خیال کرو جو اللہ کی راہ میں قتل کئے جاتے ہیں وہ تو زندہ ہیں“۔

(تذکرۃ الشہادتین صفحہ ۸۴)

حضرت مسیح موعودؑ نے حضرت صاحبزادہ سید عبد اللطیف صاحب شہید کی شہادت کے موقعہ پر فرمایا:

”ایسے لوگ اکسیر احمر کے حکم میں ہیں جو صدق دل سے ایمان اور حق کیلئے جان بھی فدا کرتے ہیں اور زن و فرزند کی کچھ پروا نہیں کرتے۔اے عبد اللطیف! تیرے پر ہزاروں رحمتیں کہ تو نے میری زندگی میں ہی اپنے صدق کا نمونہ دکھایا اور جو لوگ میری جماعت میں سے میری موت کے بعد رہیں گے نہیں جانتا کہ وہ کیا کام کریں گے“۔

نیز فرمایا:

”جس خدا نے بعض افراد اس جماعت کو یہ توفیق دی کہ نہ صرف مال بلکہ جان بھی اس راہ میں قربان کر گئے۔اس خدا کا صریح یہ منشا معلوم ہوتا ہے کہ وہ بہت سے ایسے افراد اس جماعت میں پیدا کرے گا جو صاحبزادہ مولوی عبد اللطیف کی روح رکھتے ہوں اور ان کی روحانیت کا ایک نیا پودہ ہوں۔ جیسا کہ میں نے کشفی حالت میں واقعہ شہادت مولوی صاحب موصوف کے قریب دیکھا کہ ہمارے باغ میں سے ایک بلند شاخ سرو کی کاٹی گئی اور میں نے کہا کہ اس شاخ کو زمین میں دوبارہ نصب کردوں۔تا وہ بڑھے اور پھولے سو میں نے اس کی یہی تعبیر کی کہ خدا تعالیٰ بہت سے ان کے قائم مقام پیدا کردے گا۔سو میں یقین رکھتا ہوں کہ کسی وقت میرے اس کشف کی تعبیر ظاہر ہوجائے گی“۔

(تذکرۃ الشہادتین صفحہ ۱۰۹)

اے خدا کے پیارے اور برگزیدہ رسول اور مسیح! ہم گواہی دیتے ہیں کہ تیری قائم کردہ جماعت نے صاحبزادہ عبد اللطیف صاحب شہید کی پیروی میں فدائیت اور جان نثاری کے ان پاکیزہ نمونوں کو آج بھی زندہ رکھا ہے۔ان پر مصائب کے پہاڑ توڑے گئے لیکن باطل کے سامنے نہیں جھکے اور جماعتی اقدار کے مقابلہ پر اپنے ایمانوں کا سودا نہیں کیا بلکہ موت کو قبول کیا۔وہ شاخ جو تیرے حکم سے دوبارہ زمین میں نصب کی گئی تھی وہ بڑھی اور پھولی اور بے شمار اس میں سے اور شاخیں نکل آئیں اور ایک باغ گل ہائے رنگا رنگ کا کھڑا ہو گیا۔

اگرچہ احمدیت کے اس سرسبز و شاداب باغ پر شاطران کہن ہر طرف سے حملہ آور ہیں لیکن ہمیں حضرت مسیح موعود سے کئے گئے ان خدائی وعدوں پر پورا یقین ہے جن کی بنا پر آپ نے اپنے دشمنوں کو للکارتے ہوئے کہا تھا کہ

جو خدا کا ہے اُسے للکارنا اچھا نہیں
ہاتھ شیروں پر نہ ڈال اے روبہ زار و نزار

اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعودؑ کی خواہش کو نہایت اعلیٰ شان سے پورا کیا اور آپ کو ایک ایسی پاک جماعت عطا فرمائی جو اپنے ایمان وایقان میں صحابہؓ کے ہم رنگ ہوگئی ۔گذشتہ سو سال سے جاں نثاران احمدیت نے جس طرح اپنی جانوں کے نذرانے خدا تعالیٰ کے حضور پیش کئے ہیں وہ اپنی مثال آپ ہیں ۔حال کے دنوں میں جس طرح انڈونیشیا اور پاکستان میں شہادتوں کا سلسلہ جاری ہوا ہے اس پر یہ کہنا مبالغہ نہ ہوگا کہ واقعی جماعت احمدیہ کو ایمان و ایقان کا وہ معیار حاصل ہو چکا ہے جس کا حضرت مسیح موعودؑ نے ان سے تقاضا کیا تھا۔آج جماعت احمدیہ جس طرح راہ خدا میں قربانیاں پیش کررہی ہے، اپنی جانوں کے نذرانے پیش کررہی ہے،کبھی کسی نے باطل کی خاطر اس طرح قربانیاں نہیں دیں۔ اللہ کرے کہ یہ ایمان بڑھتا چلا جائے اور ہم میں سے جو کسی قدر سست بھی ہیں وہ بھی ایمان کی اس حلاوت کو محسوس کرنے والے ہوں جو حضرت مسیح موعودؑ ہم میں دیکھنا چاہتے تھے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے کیا ہی خوب فرمایا تھا کہ ہم نے جس مسیح موعود کو مانا ہے اُسے سچا سمجھ کر مانا ہے اور ہمارا ایک مطمح نظر ہے اسی کی خاطر ہم اس قدر قربانیاں دے رہے ہیں کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ بالآخر ہم ہی فتح یاب ہونگے۔

فضائیں سوچ رہی ہیں کہ ابن آدم نے
خرد گنوا کے جنوں آزما کے کیا پایا

جماعت احمدیہ بفضلہٖ تعالیٰ اس یقین پر قائم ہے کہ بالآخر ایک دن ہم فتح و ظفر کے ترانے گائیں گے اور گا رہے ہیں۔جو زمین آج دشمن نے ہم پر تنگ کی ہوئی ہے وہ ایک دن اُسی پر تنگ ہوگی اور ہو رہی ہے۔قابل غور ہے کہ جس دن سے پاکستان میں جماعت احمدیہ کے خلاف حکومتی سطح پر مخالفت کا بازار گرم کیا گیا ،اس دن سے پاکستان کا ہر قدم ادبار کی طرف اُٹھا۔جس ملک کا قیام مسلمانوں کو مذہبی ،سیاسی ،معاشی اور اخلاقی پستیوں سے نکال کر اعلیٰ اخلاق کی بلندیوں تک لے جانے کے لئے ہوا تھا،جس ملک کے ابتدائی لائحہ عمل میں یہ بات شامل تھی کہ یہاں ہر قوم ،مذہب و ملت کا انسان اپنی مذہبی آزادی کے ساتھ رہ سکتا ہے وہاں سب سے پہلے مذہبی آزادی کا ہی گلا گھونٹا گیا۔مخالفین کی طرف سے جماعت احمدیہ پر ان مصائب و آلام کا سلسلہ جاری کیا گیا جن کو پڑھ کر کلیجہ منہ کو آتا ہے۔جماعت احمدیہ کی روز افزوں ترقیات کو دیکھ کر ملاں حسد کی آگ میں جلنے لگا اور تمام فرقوں نے مل کر احمدیوں کو اپنے سرکاری دائرہ اسلام سے خارج قرار دے دیا۔ ہر طرح کے مظالم کے پہاڑ توڑے گئے،رکاوٹیں پیدا کی گئیں ،مساجد مسمار کی گئیں ،بے قصور احمدیوں کو شہید کیا گیا۔لیکن !اس کا نتیجہ کیا ہوا؟ جماعت احمدیہ کا سمندر کی لہروں کی طرح آگے بڑھتا ہوا قافلہ دنیا کے 200 ممالک میں پھیل گیا۔جس قدر مصائب و آلام کے نت نئے ہتھکنڈے اختیار کئے گئے اسی قدر احمدیوں کا اپنے رب سے تعلق بڑھا اور وہ ان مصائب کے مقابلہ پر اٹل چٹان کی طرح ڈٹ گئے اور مخالفین اپنے ہی پھیلائے ہوئے جال میں پھنس گئے ۔آج پاکستان ایک طرف جہاں نظریاتی یک جہتی،فکری وحدت اور اتفاق و اتحاد کی دولت سے محروم ہے وہیں امن و امان کی صورت بھی نہایت دگرگوں ہے۔نوجوان نسل دہشت گردوں کا آلہ کار بنی ہوئی ہے۔ جرائم حد سے تجاوز اختیار کر چکے ہیں اور روز بروز لاقانونیت کی دلدل کا دائرہ وسیع سے وسیع تر ہوتا چلا جا رہا ہے ۔طبقاتی تفریق، استحصالی نظام ، ٹیلنٹ کی بے قدری، تعلیمی ڈھانچے کے کھوکھلے پن ،بے انتہا کرپشن اور اختیارات کے ناجائز استعمال نے پاکستان کی جڑوں کو کھوکھلا کر دیا ہے۔ بچوں کا تعلیمی مستقبل تاریک ہے ۔ناخواندگی کی شرح میں اضافہ ہوتا چلا جا رہا ہے۔معیشت روز بروز گرتی چلی جا رہی ہے۔اس کے باوجود اخلاقی قدروں میں گراوٹ کا وہ حال ہے کہ جس کا تصور ایک اسلامی ملک میں نہیں ہو سکتا۔فحاشی عام ہوگئی ہے۔نشہ آور چیزوں کا شیر مادر کی طرح استعمال کیا جارہا ہے اور سیاست دان اپنے ملک کے ان حالات سے بے خبر اپنی عیاشیوں میں مبتلاء ہو کر محروموں اور لاچاروں کی آرزوں کے مزار پر دھما چوکڑی مچا رہے ہیں۔اوپر سے امریکی ڈرون حملوں، قدرتی آفات اور سیلابوں کی کثرت نے پاکستانی حکام کے ہاتھوں میں کشکول پکڑا دیا ہے۔ حضرت ابراہیمؑ نے مکہ آباد کرتے ہوئے دعا کی تھی کہ اے اللہ! اس جگہ کو امن کا گہوارہ بنا دے اور یہاں رہنے والوں کی معیشت کو بھی درست کر دے ۔اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ کی دعا کو قبولیت کا شرف عطا فرماتے ہوئے مکہ شریف کو امن کا گہوارہ بنا دیا اور بار بار آنے کی جگہ بنا دیا اور قیامت تک کے لئے مکہ شریف کو امن و امان کی جگہ قرار دیا اور ہر طرح کی دینی اور دنیاوی ترقیات سے نوازا۔مگر قیام پاکستان کے بعد ہم دیکھتے ہیں کہ یہ ملک روز بروز ادبار اور پستی کی طرف بڑھا اور بڑھتے بڑھتے یہ حال ہوا کہ صرف احمدی ہی نہیں کوئی شہری بھی وہاں امن و امان میں نہیں رہا۔

ایک طرف مکہ شریف جیسی پرامن بستی ،دوسری طرف اسی بنیادوں پر آباد ہونے کا دعوی کرنے والا پاکستان! مطلب صاف ہے !جب تک پاکستان پر مفاد پرست ملاں قابض رہے گا،اینٹی احمدیہ آرڈیننس اور”توہین رسالت“ جیسے خود ساختہ قانون قائم رہیں گے،اقلیتوں کا استحصال ہوتا رہے گا تب تک خدائی مار پڑتی رہے گی۔

لاہور کے اس دردناک سانحہ کے نتیجہ میں ہونے والی شہادتوں پر ایک طبعی غم تو ہر احمدی کو ہے اور رہے گا لیکن اس کے نتیجہ میں 86 شہادتوں کے مقام کے حصول کی خوشی اس غم سے کہیں زیادہ ہے اور ہر احمدی کا سر فخر سے اُونچا ہے کیونکہ شہید کبھی مرتا نہیں بلکہ وہ خدا کے نزدیک ہمیشہ کی زندگی پاتا ہے۔دشمن نے اپنے زعم میں 86 احمدیوں کو شہید کر کے یہ سمجھ لیا کہ ہم نے جماعت احمدیہ کے لئے ماتم کا سامان پیدا کر دیا۔اب گھر گھر سے آہ و بکا اور ماتم کی آوازیں سنائی دیں گی۔مگر اس نادان کو کیا معلوم کہ یہ شہادتیں ہمارے ایمانوں میں مزید جلا پیدا کرنے کا باعث بن گئیں ۔ہم میں سے جو کسی قدر سست بھی تھے وہ اس واقعہ سے حرارت ایمانی سے بھر گئے ۔آج اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ کو خلافت کی برکت سے اتحاد اور اخوت کی مضبوط رسی میں پرو کر باوجود تعداد میں تھوڑے ہونے اور دنیا کے ۲۰۰ ممالک میں پھیلے ہونے کے امت واحدہ کا نظارہ پیش کرنے کی توفیق عطا فرمائی ہے۔جبکہ دیگر مسلمان باوجود 52 اسلامی ممالک کے ہونے کے **قلوبھم شتی** کا نظارہ پیش کر رہے ہیں۔مسلمانوں کے اس خلفشار و انتشار اور اخلاقی و سیاسی ادبار کی وجہ محض اور محض زمانے کے امام کا انکار اور دشمنی ہے۔آج مسلمان عوامی تحریکات چلا کر صیہونی طاقتوں کی مدد کر کے اسلام ہی کے خلاف زہر گھول رہے ہیں۔ آج مسلمان تبھی ترقی کی شاہراہوں پر آگے گامزن ہو سکتے ہیں جب سچے امام مہدی کی مخالفت چھوڑ کر ،اسکی اطاعت میں سر تسلیم خم کرتے ہوئے اس کے ذریعہ قائم کئے ہوئے امن کے حصار میں پناہ لیں گے جیسا کہ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں۔

صدق سے میری طرف آؤ اسی میں خیر ہے
ہیں درندے ہر طرف میں عافیت کا ہوں حصار

ثاقب زیروی

رانا عبدالرزاق خاں، لندن

نام محمد صدیق ولد حکیم مولوی اللہ بخش قوم راجپوت وطن زیرہ ضلع فیروز پور تاریخ پیدائش ۱۱/اپریل ۱۹۱۹ء تاریخ وفات ۱۳ رجنوری ۲۰۰۲ء بمقام لاہور۔قدرت نے ادبی وصف کا بیج روزِ اول سے ڈال دیا تھا آنرز ان اردو ۱۹۴۷ء میں اور بی اے ۱۹۵۰ء میں پنجاب یونیورسٹی سے کیا۔''گنجینہ اردو'' کے نائب مدیر بھی رہے جبکہ مدیر احسان دانش تھے۔پھر اپنے مرشد کے کہنے کے مطابق مولانا عبدالمجید سالک اور مولانا غلام رسول مہر جیسے کہنہ مشق صحافیوں سے تربیت حاصل کی۔

کتب۔ ہندوستان کی مٹی (افسانہ)۔کاربنگل کی تشخیص۔ پنجابی میری زبان۔دورِ خسروی۔شہابِ ثاقب۔ نویدِ منزل ۔آہنگِ حجاز مجموعہ نعت رسول ﷺ ہے۔

ثاقب کی تربیت مذہبی ماحول میں ہوئی ہے اس کی طبیعت میں شرافت، سعادت، شرم حضوری اور دیانت فکر وعمل کی بنیادیں گہری ہیں۔یہی وجہ ہے کہ انہیں نوجوانی اور جوانی کے دونوں زمانوں میں کبھی بے نفسی بے راہ روی یا فکری آوارگی کا شکار نہیں ہونا پڑا۔ اور وہ ہمیشہ بندھے ٹکے اسلوب زندگی پر کار بند رہے ہیں۔چنانچہ ان کی شاعری کو دیکھیے فکر میں جدت تو ہے ابتذال نہیں دین اور حمیت دین تو ہے ملائیت نہیں۔ عشق تو ہے لیکن فسق کا شائبہ تک نہیں ،غریبوں کی مصیبتوں پر آنسو ہیں۔موجودہ نظام عدم مساوات کے خلاف طیش ہے۔لیکن کمیونزم نہیں۔یہی اعتدال کا رستہ اور یہی صراطِ مستقیم ہے۔

خوش گل،خوش گلو، سروقامت، مقطع داڑھی، شیروانی پوش، ثاقب زیروی دلکش شخصیت کے مالک تھے۔اعلیٰ مشاعروں میں جہاں چیدہ لوگوں کا اجتماع ہو ثاقب زیروی اپنی انفرادیت برقرار رکھتے تھے۔ وہ زندگی کے کسی بھی معاملے میں انتہا پسند نہیں تھے۔ وہ ہر اعتبار سے میانہ رو، سلامتی پسند اور غیر حاسد قسم کے آدمی تھے۔ان کی یہی خصوصیت انہیں حلقہ احباب میں مقبول بنائے رکھتی تھی۔

ثاقب زیروی کا شاعر ہونا اور اس حد تک دھانسو شاعر ہونا تاریخ ادب کا ایک عجیب وغریب واقع ہے۔عنفوانِ شباب میں ثاقب سب انسپکٹر تھے۔ لیکن کون جانتا تھا کہ یہی سب انسپکٹر شاعری کی دنیا میں مقبول خاص وعام ہو جائے گا۔

میاں محمد شفیع کہتے ہیں کہ ثاقب زیروی انجمن اسلام کے ایک جلسے میں موجود تھے جب ان سے شعر سنانے کی فرمائش کی گئی تو اپنے اشعار اور گداز ترنم کے بل پر پورے جلسہ پر چھا گئے اور اس دن سے ثاقب زیروی کے سامنے ایک اعلیٰ ادبی مستقبل اُجاگر ہو گیا ۔خلوص اظہار، سوز وگداز اور خیال واسلوب کی ہم آہنگی ثاقب زیروی کی شاعری کا طرہ امتیاز ہے۔

خاص طور پر ان کی نعتیں حضوری قلب کا بہترین اظہار ہوتی ہیں۔اور اس مرحلہ پر اردو کے بہت شعراء ان کی برابری کرتے ہیں۔اس کی وجہ غالباً یہ ہے کہ ثاقب زیروی طبیعت اور فکر کے اعتبار سے مذہب پرست ہیں اور وہ نعتیں خانہ پُری کے لئے نہیں لکھتے بلکہ احتیاج طبیعت اور طبعی رجحان کے ماتحت لکھتے ہیں۔اور یوں ان میں صداقت،خلوص اور جذبہ کا رچاؤ بھرپور انداز میں موجزن ہوتا ہے۔ع

تو حبیبِ ربِ جلیل ہے تیری عظمتوں کا جواب کیا
تو مقامِ فخرِ خلیل ہے تیری حُرمتوں کا حساب کیا
کہاں تو کہ باعثِ کُن مکاں کہاں فکر ثاقبِ خستہ جاں
بھلا مدحتِ شہ اِنس وجاں کرے مجھ سا خانہ خراب کیا

اس ایک نعت سے ہی ثاقب زیروی کے وفورِ جذبات اور عشقِ رسول کا اندازہ ہو سکتا ہے۔ثاقب کے ہاں اسی قدر و نوعیت کی اور بھی کئی نعتیں بھی ملتی ہیں

ثاقب زیروی شعر وسخن کی عظیم رفعتوں پر فائز تھے اور خصوصاً نعت رسولؐ کے بارے میں اپنے عاشقانہ رنگ، جذبہ فدائیت ، جدت استعارات، لطافتِ تخیل، تشبیہ کی خوبی، مضامین کی جامعیت، اور والہانہ اندازِ بیان میں آپ کا کلام اپنی نظیر آپ ہے۔ نعت گوئی کے وصف میں یکتائے روزگار تھے، عشق محمد ﷺ آپ کا سرمایہ حیات تھا۔یہی وجہ ہے کہ شمع حُبِ نبویؐ آپ کے دل ودماغ میں پوری آب و تاب سے روشن تھی۔ثاقب زیروی کی نظمیں موضوع کے اعتبار سے متفرق اور متنوع ہوتی ہیں لیکن اس میدان میں ان کا جذبہ حُب الوطنی کے گرد گھومتا ہے۔ صبح دیانت، وطن، یاد دہانی اور مجاہد وغیرہ یہ تمام نظمیں ملکی حالات کے متعلق ہیں۔الختصر ثاقب کی شاعری پاکیزہ باسلیقہ اور سلامت رو ہونے کے ساتھ ساتھ غنایت کی بھی حامل ہے۔ان کی شاعری ایک اعلیٰ کلچرڈ کی طبیعت کی عکاسی کرتی ہے یہی وجہ ہے کہ ان کے اشعار میں تاثر کا عنصر بدرجہ کمال پایا جاتا ہے اور ہر سامع ان کے اشعار سے محظوظ ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔

باکمال صاحب قلم پر، پُرشکوہ دستاویزی اشاعت شائع کرنا ہر ادارے کے لئے باعثِ فخر ہوتا ہے اور جس کی ۶۰ سالہ قلمی زندگی کی طویل صبر آزما جدوجہد کی داستاں کا احاطہ کرنا بھی مشکل ہوتا ہے۔پھر بھی کچھ سر پھرے ادبی مجنوں یا لوح وقلم کی پرورش کی مرض میں مبتلا اپنے خونِ جگر سے ادب کے لالہ زاروں کی آبیاری کر رہے ہیں۔بقول شاعرِ مشرق۔

ع نقش ہیں سب ناتمام خونِ جگر کے بغیر!

ثاقب زیروی جیسی شخصیت پر لکھنا اس لئے بھی دشوار ہے کہ بقول ثاقب صاحب کہ''ہم جو تھے وہ نہیں رہے جو بننا چاہتے تھے وہ بن نہیں پائے''ایسی شخصیت جس نے برصغیر کی ریاستوں کے عروج وزوال اور عزت دار گھرانوں کو گردشِ لیل ونہار کے باعث گم نام ہوتے دیکھا ہو۔جس نے خاندانی خون کے الرغم قول و فعل کے تضاد کو دیکھا اور اپنے جذبات کو اشعار میں قلم بند کیا۔ایسے شخص کے متعلق لکھنا اس لئے مشکل ہے کہ جس نے اپنی سیاسی بصیرت کو ہمیشہ فطرتی و کائناتی حقائق کے دائرہ سے باہر نہیں نکلنے دیا۔جس نے اعتدال کے ساتھ ساتھ محبت و بھائی چارے کے وسیع کینوس پر اپنے نقشِ محبت کو اپنے عمل سے ثبت کیا۔جسے قدرت نے وصف عطا کیا کہ''کسی کی تحریر کے چند فقرے اور گفتگو کے چند مکالمے اس کے معیارِ وفا کے نقش بن کر ثاقب صاحب کے ذہن میں اُجاگر ہو جاتے تھے اور اس نقش کے مطابق ثاقب صاحب نے جس سے جو بھی تعلق قائم کیا اس کو ہمیشہ اس پر ناز رہا'' یہ محض ان کے خالق ومالک کا فضل تھا جس نے الفاظ کی پہچان اور ان کے اوزان کی صلاحیت انہیں ودیعت کی۔اسی کے فیض نے ہمیں ایک اچھا مصنف، اچھا شاعر وادیب عطا کیا اس کے علاوہ ایک انسان دوست دیا جو بے غرض اطاعت اور بے پایاں محبت کا مجسمہ شاہکار ثاقب زیروی کی شکل میں دیا۔جس نے ہمیشہ اپنی تحریر لکھتے وقت ان باتوں کو مدنظر رکھا کہ''اس فقرے کے ملکی حدود میں کیا معنی کئے جاسکتے ہیں اور ملکی حدود سے باہر کیا؟ میرے دین کے لئے کیا مفہوم رکھتا ہے اور بعد میں میری قوم پر کیا اثر چھوڑے گا ایسی مستند تحریر لکھنے والی شخصیت پر لکھنا کچھ آسان نہیں''۔

بانی ہفت روزہ''لاہور'' ثاقب زیروی نے اردو صحافت کی اعلیٰ روایات کو جس طرح زندہ تابندہ رکھا۔وہ اپنی جگہ مسلم لیکن وفا اور وضع داری کے اس پیکر کی ساری زندگی تا مرگ، ہر لمحہ ایک ہی لگن اور ایک ہی مشن پر قائم رہی''اعلیٰ دینی اقدار کا قیام واستحصالی نظام کا خاتمہ رہی۔

ثاقب زیروی صاحب سولو صحافت کا نادر نمونہ تھے۔برصغیر پاک وہند کی صحافت کی جب تاریخ لکھی جائے گی تو کوئی مورخ آپ کے نام کا ذکر کئے بغیر آگے نہ بڑھ سکے گا۔تن تنہا پچاس سال تک ہفت روزہ ''لاہور'' سورج کی سی باقاعدگی سے نکالتے رہے۔ ثاقب زیروی نہ جانے کیا شے تھے۔وہ مقدمات بھی بھگتتے رہے مبارک بادیں بھی سمیٹتے رہے گالیاں بھی سنتے رہے، دعائیں بھی لیتے رہے، وہ مشاعروں کی جان تھے۔ بڑے بڑے مشاعروں میں شائقین کی آنکھوں کے تارے تھے۔اور دلوں کی دھڑکن،وہ جہاں صاحبانِ اقتدار کا دوست تھے اسی طرح غریبوں کا مونس وغمخوار بھی۔

وہ کبھی بڑے بڑے شاعروں کی موجودگی میں مشاعروں کو الٹ دیا کرتے تھے اور کبھی پٹے ہوئے مشاعروں کو جما دیا کرتے تھے۔ان کی زندگی میں کئی نشیب وفراز بھی آئے مگر وہ ویسے کے ویسے ہی رہے۔اُن کی باتوں سے کوئی بھی اندازہ نہیں لگا سکتا تھا وہ تہہ بہ تہہ کھلتے تھے مگر کم کم احباب پر۔اور جن پر کھلتے تھے اُن کو اپنی محبتوں اور شفقتوں میں سمیٹ لیا کرتے تھے۔اور وہ اُن محبتوں شفقتوں کا محور دیکھتا رہ جاتا کہ ایسا کس وجہ سے اور کیوں؟

ثاقب زیروی صاحب کی شخصیت اگرچہ نمایاں طور پر تبلیغ دین،شاعری،صحافت اور ادارت پر مشتمل تھی۔اس کے آگے دو پہلو تخصیص کے حامل یہ تھے کہ انہوں نے مشکلات کے باوجود اپنا مشنری ذوق ابلاغ عمر بھر جاری رکھا اور صحافت میں انہوں نے اردو صحافت کا سب سے مشکل پہلو''یک رُکنی'' صحافت کا اختیار کیا تھا۔دنیا کی کسی زبان میں بھی ایسی صحافت مشکل ترین ہی ہوتی ہے۔لیکن اس طرح کی صحافت اردو میں اس لئے خاص اہمیت کی حامل سمجھی جاتی ہے کہ مدیر کو باوصف نظریاتی اخلاص کے زندگی کے سبھی پہلوؤں پر یکساں گہرائی کی نظر رکھنا ضروری ہوتا ہے۔

جس کے لئے مشاہدے اور مطالعے کا ہمہ وقت مجاہد بننا لازم ٹھہرتا ہے اس روایت میں مولانا ابوالکلام آزاد کا''الہلال'' مولانا محمد علی کا''ہمدرد'' مولانا حسرت موہانی کا''اردوئے معلی'' اتنی بڑی مثالیں ہیں کہ بعض دفعہ یہ سوچ کر حیرت ہوتی ہے۔کہ ثاقب زیروی صاحب نے ۱۹۵۲ء جیسے نامساعد حالات میں اپنے لئے اسقدر مشکل راستہ کیوں اختیار کیا۔لیکن ''لاہور'' کے پچاس سال گواہی کے لئے موجود ہیں کہ انہوں نے نہ صرف انتخاب درس کیا تھا بلکہ پورے تقاضوں اور شان بان کے ساتھ اسکو پورا رکھا اور جو سابق رواج خلوصِ کار اور ذاتی پاکیزگی کا تھا اسے تابانی سے جاری رکھا۔ایسے دقیق مگر اوصافِ حمیدہ کے ساتھ ساتھ ثاقب صاحب سے ملنے والے تمام لوگ یہ بھی گواہی دیں گے کہ وہ شرعِ محمدیہؐ پر پورے طور پر تمام عمر کار بند رہے۔اور ساری عمر ایک سالک صوفی اور باعمل عالم کے طور پر گزاری۔

ثاقب زیروی نے اپنی شاعری میں گل وبلبل ،لب ورخسار، ہجر ووصال، شمع وپروانہ کا رونا نہیں رویا بلکہ انسان پر انسان کے ظلم کی داستان بھی بیان کی ہے۔انسان کی چیرہ دستیاں اور انسان کی مجبوریوں پر حاشیہ آرائی کی ہے۔ثاقب زیروی نے اپنی شاعری میں حسن وعشق کے ساتھ ساتھ غربت کے چھپے ہوئے ناسوروں کو بھی ننگا کیا ہے۔مذہب کے مقدس نام پر خوں ریزی کرنے والے جعلی مولویوں کو وطن دشمنوں کو بھی بے نقاب کیا ہے۔ثاقب زیروی ایک درویش صفت شاعر ہیں۔اُن کے ساتھی ادیب،صحافی، اُمراء روساء کی خوشامد کر کے کروڑوں روپے، کوٹھیوں اور کاروں کے مالک بن گئے مگر ثاقب زیروی نے نہ کوئی کوٹھی بنائی اور نہ کوئی کار خریدی۔

ثاقب صاحب ۱۹۵۲ء میں لاہور کی صحافت پر ایک نئے روشن ستارے کی طرح طلوع ہوئے۔اور آدھی صدی تک لوگوں کے دلوں میں اپنی نثر، اور شاعری سے جگمگاتے رہے۔آخر شہاب ثاقب بن کر ٹوٹے، فضا میں روشنی بکھیرتے ہوئے اپنی حسین یادیں چھوڑ کر اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔اُن کے قلم میں جادو تھا۔دوست نواز، عظیم شاعر، باکمال صحافی، ہنس مکھ ساتھی، غمگسار رفیق، بہترین استاد ودوست تھے۔

❁❁❁

سفر جلسہ سالانہ لندن کی چند خوشگوار یادیں

(دلاور خان۔ کارکن دفتر نظارت اصلاح وارشاد قادیان)

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے خاکسار کو سال 2010ء میں جلسہ سالانہ لندن میں بطور نمائندہ شامل ہونے کی توفیق ملی۔ اس سال قادیان دارالامان سے 13 احباب بطور نمائندہ جلسہ سالانہ لندن میں شریک ہوئے۔

بتاریخ 23 جولائی روانہ ہونے والے اس قافلہ کے امیر محترم خورشید احمد انور صاحب وکیل المال تحریک جدید قادیان تھے۔ محترم ناظر اعلیٰ صاحب و امیر جماعت احمدیہ قادیان نے اجتماعی دُعا کے ساتھ قافلہ کو روانہ کیا جو امرتسر سے دہلی کیلئے روانہ ہوا۔ ایک دن دہلی قیام کے بعد یہ قافلہ بتاریخ 25 جولائی لندن کیلئے روانہ ہوا اور کچھ گھنٹوں کے بعد Heathrow Airport پر بخیریت پہنچا۔ جہاں منتظمین جلسہ نے قافلہ کا استقبال کیا۔ اللہ تعالیٰ کی حمد کے بعد حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز جملہ عہدیداران اور منتظمین کے شکر گزار ہیں کہ سب نے خنداں پیشانی کے ساتھ ملاقاتیں کیں، مہمانوں کے ساتھ احسن رنگ میں حسن سلوک کیا جلسہ سالانہ کی بنیاد حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی منشاء کے مطابق 1891ء میں رکھی تھی۔ پہلے جلسہ میں 75 احباب شامل ہوئے تھے۔ پہلے جلسہ سالانہ صرف قادیان میں ہی ہوا کرتا تھا اب یہ جلسہ کئی ممالک میں ہو رہا ہے۔ جہاں بھی جلسے ہو رہے ہیں وہاں شاملین حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعاؤں کے مستحق اور وارث بن رہے ہیں۔ جس جلسہ میں حضرت خلیفۃ المسیح شامل ہوں اس کی برکت اور فیوض کا کیا کہنا۔ ہر ایک اس جلسہ میں شامل ہونے کیلئے ترستا رہتا ہے۔ ہم جتنا بھی شکر بجالائیں کم ہے کہ ہمیں خلیفہ وقت کی موجودگی میں ۴۴ ویں جلسہ سالانہ برطانیہ میں شامل ہونے کی توفیق ملی۔ الحمد للہ علی ذالک۔

27 جولائی کا دن قادیان کے قافلہ کیلئے بہت ہی مبارک دن تھا اس روز شام سات بجے حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے قادیان سے آئے ہوئے ہر ایک بھائی کو علیحدہ علیحدہ ملاقات کا شرف بخشا۔ اور سب کے ساتھ تصویر بنوائی۔ اگلے روز ہی ہر ایک کو تصویر تیار ہو کر مل گئی۔ الحمد للہ۔

دسواں انٹرنیشنل تبلیغی اور تربیتی سیمینار

۲۹ جولائی بروز جمعرات بمقام مسجد بیت الفتوح دسواں انٹرنیشنل تبلیغی اور تربیتی سیمینار منعقد ہوا۔ اس کا آغاز صبح ساڑھے نو بجے ہوا تھا۔

جماعت احمدیہ برطانیہ کا چوالیسواں جلسہ سالانہ:

بتاریخ ۳۰۔۳۱ جولائی اور یکم اگست ۲۰۱۰ء بمقام حدیقۃ المھدی (اوک لینڈز فارم) آسٹن میں بڑی شان کے ساتھ منایا گیا۔ جلسہ سالانہ کا پروگرام ایم ٹی اے سے براہ راست نشر ہوا۔ الحمد للہ۔

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی بابرکت قیادت میں جلسہ سالانہ کے پروگرام چلتے رہے اور نمازیں بھی ادا کرنے کی توفیق ملتی رہی۔ مختلف ممالک سے آئے احباب سے ملاقاتیں اور تعارف ہوتا رہا۔

عالمی بیعت

یکم اگست بروز اتوار ٹھیک ایک بجے عالمی بیعت کی تقریب منعقد ہوئی قادیان اور جملہ ممالک سے آئے احباب عالمی بیعت کی تقریب میں شامل ہوئے اور اللہ کے فضل سے خاکسار ڈی 10 کی قطار میں اس مقدس تقریب میں شامل ہوا۔

ایک جنت نظیر نظارہ

جلسہ سالانہ برطانیہ ایک جنت نظیر معاشرہ کا نظارہ پیش کر رہا تھا۔ اس میں نماز تہجد، نماز باجماعت، جلسہ کے مختلف دینی پروگرام، مہمانان کے تاثرات لندن کی فضاء میں خوشبو پھیلا رہے تھے۔ تسکین قلب کے ساتھ روح بھی خوش ہو رہی تھی۔ ہر طرف سے السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، مبارک بادی اور خیر خیریت اور دعائیہ کلمات دے رہے تھے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی یہ بات پوری ہو رہی تھی کہ۔

’’فائدہ ان جلسوں میں یہ بھی ہوگا کہ۔۔۔تمام بھائیوں کو روحانی طور پر ایک کرنے کیلئے اور ان کی خشکی اور اجنبیت اور نفاق کو درمیان سے اٹھا دینے کیلئے بدرگاہ حضرت عزت جلشانہ کوشش کی جائے گی۔ (روحانی خزائن جلد ۴ ص ۳۵۲)

دعوت میں شمولیت کا اعزاز

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ دعوت میں شمولیت کا اعزاز۔

31 جولائی 2010۔ VIP (Foreign) Marquee میں محترم ایڈیشنل وکیل التبشیر صاحب نے جملہ نمائندگان کو حضور انور کے ساتھ ڈنر میں مدعو کیا۔ جزاھم اللہ احسن الجزاء۔

اسی طرح بتاریخ 4 اگست 2010 پیارے آقا کے ساتھ دعوت میں شامل ہونے کی قادیان کے نمائندگان کو سعادت حاصل ہوئی۔

محترم امیر جماعت احمدیہ یوکے کی طرف سے ۷ اگست کو ایک دعوت تھی اور بتاریخ ۸ اگست The Pan African Ahmadiyya Muslim Association uk نے جملہ نمائندگان کو دعوت دی۔

۹ اگست کو محترم ناز احمد صاحب ناصر کی نواسی کی رخصتانہ کی تقریب میں حضور انور کے ساتھ دعوت میں جملہ نمائندگان کو شمولیت کی توفیق ملی۔ پھر ۱۸ اگست کو مکرم طارق احمد صاحب غوری کی دعوت ولیمہ میں بھی حضور انور کے ساتھ سب کو دعوت میں شامل ہونے کا اعزاز حاصل ہوا۔ الحمد للہ۔

یہ سراسر اللہ تعالیٰ کا فضل واحسان تھا کہ ہم سب نے خلیفہ وقت کے ساتھ جملہ روحانی اور مقدس تقریبات میں شامل ہو کر روحانی غذائیں حاصل کیں، اللہ تعالیٰ ہم سب کیلئے ہر لحاظ سے اسے بابرکت فرمائے اور یہ چند دنوں کے لمحات اب ایسے لگ رہے ہیں کہ جیسے ہم کسی خواب میں سے گذرے ہوں۔ دل کرتا ہے کہ یہ خواب بار بار آئیں اور ہم اپنی جھولیاں ان نعمتوں سے مالا مال کریں۔ اور سب کے ایمان و اخلاص میں ترقی ہو۔ آمین۔

سیر وتفریح

جلسہ سالانہ میں شمولیت کے بعد حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نمائندگان کی سیر وتفریح کا پروگرام بھی رکھا تھا۔ چنانچہ ۵ اگست تا ۸ اگست سیر وتفریح کا پروگرام بنا اور جملہ نمائندگان نے بذریعہ بس اس کا لطف حاصل کیا۔ ہر ایک سیاح اپنی سیاحت کے نظاروں کو اپنے انداز سے دیکھتا ہے اور سمجھتا ہے اور بعض چیزیں ایسی ہوتی ہیں جن کا بیان مشکل امر ہوتا ہے۔

اس سیر وتفریح کے کارواں کے امیر قافلہ محترم مرزا حفیظ احمد صاحب تھے۔ آپ وقت کے پابند۔ نہایت مخلص اور محبت سے پیش آنے والے پیارے وجود تھے۔ آپ نے جس طریق سے ہمیں گائیڈ کیا اور تفریحی مقامات کی سیر کرائی، قابل تحسین ہے۔ اللہ تعالیٰ موصوف اور ان کے معاونین کو بہترین جزا دے۔ آمین۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ؓ نے 1913ء میں جماعت کا مشن شروع کیا پہلے دفتر بنا تھا بعد میں مسجد فضل کا۔ 1924ء میں افتتاح کیا تھا۔

لندن میں مو بلیج سپیکر کارنر ہے۔ یہاں کسی کے بھی خلاف کچھ بھی کہہ سکتے ہیں۔ صرف ملکہ کے خلاف گالی نہیں دے سکتے۔ مو بلیج کارنر آکسفورڈ شیٹ میں ہے۔ پارک گورنر ہاؤس ہے۔ ۱۹۷۴ میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے پریس کانفرنس کی۔ بکنگھم پیلس، ملکہ کے رہائشی محل میں محافظین کی تبدیلی کی تقریب قابل دید ہوتی ہے۔

۵ اگست کو ہمارا قافلہ سیر کیلئے روانہ ہوا۔ یہاں Balliol کالج دیکھا۔ غالباً ۱۹۳۴ تا ۱۹۳۸ حضرت مرزا ناصر احمد صاحب نے تعلیم حاصل کی۔ Balliol college آکسفورڈ کے قدیم کالجوں میں سے ایک ہے۔ یہ Bordian library U.K میں پہلے نمبر کی یونیورسٹی ہے۔ آکسفورڈ کالج کے پاس یہاں مربی سلسلہ محترم مبارک بسرا صاحب سے ملاقات ہوئی۔ حضرت مرزا ناصر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثالث ؒ نے بھی یہاں تعلیم حاصل کی تھی اور ہوسٹل میں کمرہ نمبر ۳۵ تھا۔ آٹو مارس کار یہاں بننی شروع ہوئی۔ ایک ریفرینس لائبریری یوکے کی جس میں بارہ میل تک کتب رکھی جائیں گی۔

سفر شروع ہوتے رستے میں Heathrow اور Gatwick لندن کے دو بڑی ایئرپورٹ جن کا فاصلہ بیت الفتوح سے 16 اور 20 کلو میٹر بالترتیب ہے اس کے متعلق قافلے کو تعارف کروایا گیا۔ London Terminal-3 سے انڈیا کیلئے Flight ہوتی ہے۔ ٹرمینل 5 بہت بڑا ہے یہاں برٹش فلائٹس آتی ہیں۔

لندن کے چاروں طرف سرکلر روڈ ہے۔ یہ لندن کی انٹری اور یوروپ کا بڑا پارکنگ سنٹر ہے۔ زمین گول ہے M25 بھی اسی طرح ہے۔

برمنگھم جماعت میں گئے یہاں کی مسجد بھی بہت خوبصورت ہے۔ نماز ظہر وعصر ادا کی گئی۔ 5 اگست کی رات بریڈفورڈ مسجد میں قیام کیا۔ خوبصورت شہر ہے۔ جماعت کی دو مساجد ہیں۔ لندن سے اڑھائی صد کلومیٹر پر واقع ہے۔ یہ انڈسٹریل شہر ہے۔ ڈاکٹر سید فاروق برمنگھم مربی۔ صدر مکرم وقاص احمد انور صاحب۔ ڈاکٹر محمد اقبال صاحب صدر جماعت بریڈفورڈ اور مربی سلسلہ محترم لئیق احمد صاحب طاہر سے ملاقات ہوئی۔ یہاں کی جماعت نے ہم سب کی اچھے رنگ میں تواضع اور ہر سہولت کا خاص خیال رکھا۔ جزاھم اللہ خیرا۔

6 اگست کو بریڈفورڈ سے Blackpoole سمندری علاقہ کی سیر کی۔ Ferry جہاز کے ذریعہ اس بڑی Lake میں ایک چکر لگایا گیا۔ Glasgo سکاٹ لینڈ کا دارالحکومت ہے جو لندن کے نارتھ میں واقع ہے۔ پھر گلاسگو سکاٹ لینڈ گئے۔ گلاسگو میں غالباً 1945 میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ؓ گئے تھے۔ پہلے یہ الگ تھا اس کا اپنا قانون تھا۔ اب لندن کے تحت ہے بینکنگ کی وجہ سے مشہور ہے۔ تین بینک ہیں ہر ایک کی علیحدہ کرنسی ہے۔ ویلیو ایک جیسی ہے۔ یہاں گلاسگو یونیورسٹی مشہور ہے۔ ٹیلیفون اور شپ یہاں بنتے ہیں۔ گلاسگو میں بیت الرحمن مسجد ہے۔ کلائیڈ ریورج برج سکاٹ لینڈ کا مصروف ترین برج ہے۔ آگے ایئرپورٹ تھا اور Adambra کی طرف ٹریفک جاتی ہے۔ یہاں جہاز بنائے جاتے ہیں۔ جنگی جہاز بنتے ہیں اسلئے یہ خاص اہمیت کا حامل شہر ہے۔

سکاٹ لینڈ میں امیر عبد الغفار عابد صاحب۔ ریجنل امیر صدر ڈاکٹر عمران صاحب۔ مربی سلسلہ مکرم داؤد احمد قریشی۔ مکرم مفاذ احمد صاحب قائد خدام۔ مکرم ارشد محمود صاحب نائب قائد مجلس خدام الاحمدیہ اور مکرم امان اللہ صاحب نائب قائد مجلس خدام الاحمدیہ ہیں۔

سکاٹش پارلیمنٹ علیحدہ ہے اور ۱۵۰ سال سے

(باقی صفحہ 14 پر ملاحظہ فرمائیں)

میدان تبلیغ میں رونما ہونے والے ایمان افروز واقعات

(اسد سلطان غوری۔ زونل امیر نارتھ کرناٹک)

ہر طرف آواز دینا ہے ہمارا کام آج
جس کی فطرت نیک ہو وہ آئے گا انجام کار

ادع الی سبیل ربك بالحکمة والموعظة الحسنة وجادِ لهم بالتی هی احسن۔ اس آیت کریمہ میں ارشاد خداوندی ہے کہ لوگوں کو حق کی طرف بلاتے ہوئے ایسے دلائل استعمال کیا کرو جن میں براہین عقلیہ کے علاوہ جذباتی اپیل اور دردمندانہ پند و نصیحت کا خمیر بھی شامل ہو اور پھر اس بات کی احتیاط رکھو کہ تبلیغ کرتے ہوئے کوئی کچی یا محض ذوقی بات نہ کہی جائے بلکہ صرف احسن بات پر بنیاد رکھی جائے جو ہر لحاظ سے پختہ اور قابل اعتماد ہو۔

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے فرماتا ہے۔

یایها الرسول بلغ ما انزل الیك من ربك

اے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اچھی طرح پہنچادے جو تیرے رب کی طرف سے تیری طرف اُتارا گیا ہے۔ ان آیات کی روشنی میں جب ہم دیکھتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ کی زندگی کا ہر لحہ تبلیغ سے بھرا ہوا ہے۔ آپؐ کی ابتدائی سہ سالہ خاموش تبلیغ ایسی تھی کہ مکہ جیسے شہر میں جہاں بعد میں لوگ آپؐ کے خون کے پیاسے ہوگئے کوئی مخالفت نہ ہوئی بلکہ یکے بعد دیگرے سعید روحیں اسلام کی آغوش میں آتی رہیں۔ پھر جب کھل کر تبلیغ کا ارشاد ہوا تو آپؐ نے کوہِ صفا پر کھلی دعوت اور اسلام کی تبلیغ شروع کردی۔ بڑے سے بڑا لالچ اور بڑے سے بڑی تخویف آپؐ اور آپ کے صحابہؓ کے قدموں میں لغزش پیدا نہ کرسکی۔ دشمنوں نے آپؐ سے انتہاء درجہ کی گستاخیاں کیں۔ آپ ﷺ کے سر مبارک پر خاک ڈالی، سجدہ کی حالت میں عین خانہ کعبہ میں خون، گند سے لت پت اونٹنی کی بچہ دانی آپؐ کی پیٹھ پر رکھی۔ آپ ﷺ کے صحابہؓ کو گرم ریت پر لٹایا گیا لیکن آپ ﷺ ان تمام مظالم کو بڑے حوصلہ کے ساتھ سہتے رہے۔ اور دین کی خدمت میں ڈٹے رہے۔

آنحضورؐ کی زندگی مبلغین و معلمین کرام اور جماعت کے ہر فرد کیلئے تبلیغی سفر کی ہر منزل میں مشعلِ راہ ہے۔ تبلیغ کی کامیابی کیلئے ہر ایک کو چاہئے کہ جس خدائے واحد کی طرف ہم لوگوں کو بلا رہے ہیں، اس خدائے واحد کے ساتھ ہمارا خود بھی ذاتی تعلق ہو۔ خدا تعالیٰ ہماری دعائیں سنے اور ہم خدا کے احکامات پر جی جان سے عمل کرنے والے ہوں۔ اور پختہ معلومات کا ہونا بھی ضروری ہے۔ محض سنی سنائی باتوں اور قصے کہانیوں کو بیان کر کے موثر تبلیغ کا حق ادا نہیں ہو سکے گا۔ اس کیلئے ضروری ہے کہ ہر فرد جماعت قرآن مجید، احادیث صحیحہ اور حضرت مسیح موعودؑ کی کتب کے مطالعہ سے اپنے علم کو پختہ اور یقینی بنائے اور اپنے عقائد اور خیالات کا خود بہترین نمونہ ہو۔ یہ نہ ہو کہ اس کا قول کچھ ہو اور عمل کچھ اور ہو صرف تبلیغ پر ہی انحصار نہ ہو بلکہ خدا تعالیٰ کے حضور دعائیں کرنے والے بھی ہوں تو ہی بہترین داعی الی اللہ ہم میں سے ہر فرد بن سکتا ہے۔

اگر یہ تمام باتیں ہمارے اندر جمع ہوں تو پھر ہم میں سے ہر ایک احمدی ان وعدوں سے حصہ پا سکتا ہے جو وعدے اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے کئے تھے۔ صحابہ مسیح موعودؑ نے بھی تبلیغ کی خاطر بہت تکالیف اور مصائب برداشت کئے اور دُکھ سہے اپنے رشتہ داروں کو چھوڑ کر اپنے عزیزوں کو چھوڑ کر دور دراز کے سفر اختیار کئے۔ اللہ تعالیٰ ہر زمانے میں اپنے پیاروں کی تائید و نصرت فرماتا چلا آیا ہے۔ اس زمانے میں اللہ تعالیٰ نے تبلیغ کے فریضہ کو ادا کرنے کیلئے ایم ٹی اے جیسی نعمت ہمیں عطا کی ہے۔ جس کے ذریعہ عرب دنیا میں اور جزائر اور یورپ و امریکہ میں احمدیت کا پیغام بڑی شان کے ساتھ تیزی سے پہنچ رہا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت ہمیں پاکیزہ خوابوں کے ذریعہ بھی نظر آتی ہے۔ اس طرح کے متعدد واقعات ہم اپنے پیارے امام سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبات و خطابات کے ذریعہ سنتے رہتے ہیں۔

اسی طرح ہمارے مبلغین و معلمین کرام و جماعت کا ہر فرد جو جماعت سے چمٹا ہوا ہے تبلیغ کو اپنا اہم فریضہ سمجھتے ہوئے ہر موقع و محل پر ادا کرنے کی بھرپور کوشش کرتا ہے۔ چند واقعات شمالی کرناٹک کے پیش خدمت ہیں۔ ایک دفعہ ہمارا ایک قافلہ دو گاڑیوں میں سوار ہو کر یادگیر شہر باوامی کی طرف روانہ ہوا۔ باوامی پہنچ کر ہم نے ایک تبلیغی جماعت کے صدر سے ملاقات کی اور آنحضورؐ کی پیشگوئیاں آخری زمانہ کے متعلق بتائیں اور صداقت حضرت مسیح موعودؑ کے بارے میں بھی سمجھایا۔ تقریباً دو تین گھنٹے کی بحث کے بعد وہ ہماری بات ماننے کیلئے تیار ہوا اور کہنے لگا کہ میں آپ لوگوں کی باتوں کو سمجھ گیا ہوں۔ مگر میں اپنے عقیدے کو چھوڑ نہیں سکتا۔ بتائیں کہ میں آپ کی کیا خدمت کرسکتا ہوں۔ اس پر ہم نے کہا کہ آپ کی نگرانی میں ایک گاؤں ہے جس کا نام کمیری ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ وہاں جا کر ہم اسلام اور احمدیت کی تعلیم اُن تک پہنچا کر اُنہیں اسلام سے آراستہ کریں اور آپ اس کام میں ہماری مدد کریں تو اس شخص نے اپنے دو لڑکوں کو ہمارے ساتھ بھجوایا۔ اُن دونوں نوجوانوں کو بھی ہم نے تبلیغ کی اور سمجھایا جس سے وہ متاثر ہوئے۔

کمیری گاؤں پہنچنے پر تمام گاؤں کے لوگ جمع ہوئے ہم نے ان لوگوں کو اپنی علاقائی زبان کنڑا میں احمدیت کا پیغام پہنچایا۔ مسلمانوں کی حالت جو اب ہے اس کے بارے سمجھایا تو تمام لوگ بہت خوش ہوئے اور کہنے لگے کہ ہمارے پاس یہاں پر کئی لوگ آئے ہیں مگر آپ جیسے ایماندار لوگ نظر نہیں آئے۔ ہم نے وہاں پر اپنے ایک معلم کو اُن کے اصرار پر متعین کیا لوگوں کا کچھ دنوں کے بعد بیعت میں شامل کرنے کا ارادہ تھا اس جگہ ہمارے معلم صاحب بہت ہی عمدہ طریق پر تربیت کا کام سرانجام دے رہے تھے۔ روزانہ پانچ وقت اذان ہوتی تھی اور نمازیں بھی۔ صبح و شام دینی اور تربیتی کلاس بھی لگائی جاتی تھی۔ جس کی وجہ سے تمام لوگ معلم صاحب سے بھی بہت خوش تھے۔ اس کے بعد مخالفین کا ایک گروہ یہاں پر آیا اور ایک طوفان کھڑا کر دیا۔ جب گاؤں والوں نے کہا کہ ہمیں تمہاری ضرورت نہیں یہ مولوی صاحب اور یہ جماعت ہمارے لئے کافی ہے۔ تم لوگ یہاں سے چلے جاؤ۔ اور سخت مخالفت کی اور ہمارے معلم کو بھی ڈرایا اور دھمکیاں دیں اور زبردستی اپنے ایک مولوی کو اس گاؤں میں چھوڑ کر چلے گئے۔ پھر روزانہ وہاں پر آتے طرح طرح کی دھمکیاں اور تکالیف دے کر چلے جاتے جب اس بات کی اطلاع مجھے ہوئی تو میں نے فوراً سرکل انچارج صاحب کو ایک معلم کے ہمراہ وہاں بھجوا دیا۔ وہ وہاں دو تین دن تک رہے۔ حالات کا جائزہ لیا اور مخالفین نے جو مولوی وہاں چھوڑا ہوا تھا اس سے ملاقات کی سوال و جواب ہوئے اور جماعتی کتب بھی دیں۔ وہ مولوی صاحب کسی قدر پڑھے لکھے تھے جو کتب کا مطالعہ کر کے سمجھ گئے کہ ان کی جماعت حق پر ہے۔ ان سے بھی مسلسل رابطہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو بھی ہدایت دے۔ اور احمدیت کی آغوش میں لے آئے۔

۲۔ اور ایک موقع پر جب ہم تبلیغ کی غرض سے بیجاپور کے علاقہ کے ایک گاؤں میں گئے وہاں پر کافی عرصہ سے ہمارے ایک معلم صاحب تربیت کے فرائض انجام دے رہے تھے۔ جب ہم نے وہاں پہنچ کر ان کو دوبارہ احمدیت کا پیغام دیا اور مسیح موعودؑ کی صداقت اور مسیح ناصری کی وفات کے بارے میں قرآن اور احادیث کی روشنی میں سمجھایا تو ان میں ایک ایسا شخص بھی بیٹھا ہوا تھا جو اس گاؤں میں بالکل نیا تھا دوسرے گاؤں کا رہنے والا تھا۔ سعودی عرب میں روزی روٹی کمانے کی غرض سے گیا ہوا تھا وہاں سے آکر چند ہی روز ہوئے تھے۔ اُس نے ہماری تمام باتوں کو غور سے سن کر کہا کہ ملک عرب میں بہت سارے مولوی عالم اور مفتیان بھی رہتے ہیں اور ان کی مادری زبان عربی ہے اور قرآن و حدیث جو عربی میں ہے ان سے زیادہ کون سمجھ سکتا ہے (یعنی وہ ہم سے زیادہ عربی سمجھتے اور جانتے ہیں) تو پھر وہ امام مہدی پر ایمان کیوں نہیں لاتے اور مخالفت کیوں کرتے ہیں۔ اس پر اس شخص کو یہ جواب دیا گیا کہ جہاں تک ایمان لانے کا سوال ہے یہ اللہ تعالیٰ کے فضل پر منحصر ہے۔ جس کو وہ توفیق دیتا ہے وہ ایمان لے آتے ہیں۔ انہیں سمجھایا کہ ابوجہل جو عرب کا باشندہ تھا۔ عربی زبان پر اُس کو عبور حاصل تھا۔ اُس کی مادری زبان عربی تھی اور حکمت و دانائی کا باپ کہلاتا تھا اُس کو آنحضورؐ پر ایمان لانے کی توفیق نصیب نہیں ہوئی۔ اُس کے بالمقابل حضرت بلالؓ جو اُمی اور انپڑھ تھے اُن کو ایمان کی سعادت نصیب ہوئی۔ ایمان کی سعادت جستجو کرنے والوں اور دل میں تڑپ رکھنے والوں کو نصیب ہوا کرتی ہے یہ جواب سُن کر وہ شخص بہت مطمئن ہوا اور کہنے لگا کہ میرے دماغ کی گرہ کھل گئی ہے۔ مجھے بات سمجھ آگئی ہے اور اُسی وقت بیعت کر کے جماعت میں شامل ہوگیا۔

اسی طرح گولگیرہ سرکل میں ایک نئی جماعت کا قیام ہوا ہے۔ جب شروع میں یہاں پر ہمارا قافلہ پہنچا اور احمدیت کا پیغام پہنچایا اور صداقت مسیح موعود و سیرت حضرت خاتم النبیین ﷺ کے موضوع پر تقاریر کیں اور آنحضور ﷺ کی پیشگوئیاں جو آخری زمانہ اور مسیح موعودؑ کی آمد کے بارے میں ہیں سمجھائیں تو ان تمام باتوں کو سن کر گاؤں کے تمام لوگ بہت خوش ہوئے اور بیعت کا اصرار کیا۔ اس پر ان سے کہا گیا کہ جلدی نہ کریں کچھ دن کے بعد بیعت لی جائے گی۔ پھر ہمارے ایک معلم صاحب کو وہاں پر تربیت کے لئے مقرر کیا گیا ان ایام میں ان کے علاقہ کے ایک صاحب رسوخ سیاست دان جو اس گاؤں کے قریب رہتے ہیں اور مسلمان ہیں ان کو معلوم ہوا کہ یہاں پر احمدی معلم تعلیم و تربیت کا کام کر رہا ہے اور یہ گاؤں والے قادیانی ہوگئے ہیں۔ تو فوراً وہاں پر آکر گاؤں والوں سے کہنے لگا کہ قادیانی معلم کو یہاں سے نکال دو اور اس مذہب سے دور ہو جاؤ۔ یہ لوگ کافر ہیں اس پر وہاں کے صدر صاحب کہنے لگے کہ ہم ان کو یہاں سے نہیں نکالیں گے۔ ان کی وجہ سے ہمیں اسلام سیکھنے کا موقع ملا ہے۔ اس بات پر وہ بہت ناراض ہو کر چلا گیا اور ابھی اسی دشمنی میں تھا کہ ایک موقع پر رشوت لیتے ہوئے پکڑا گیا۔ جس کی وجہ سے اس گاؤں کے تمام لوگ اس سے بیزار ہوگئے اور اس کے خلاف ہوگئے۔

اس طرح سے اللہ تعالیٰ ہماری تائید اور نصرت فرماتا ہے اور بھی ایسے کئی واقعات ہوئے جس میں ہم نے اپنے خدا تعالیٰ کی تائید اور نصرت کو شامل حال پایا۔ حضرت مسیح موعودؑ ایک جگہ فرماتے ہیں۔

”اے نفسانی مولویو! اور خشک زاہدو! تم پر افسوس کہ تم آسمانی دروازوں کو کھولنا چاہتے ہی نہیں بلکہ چاہتے ہو کہ ہمیشہ بند ہی رہیں اور تم پیر مغاں بنے رہو۔ اپنے دلوں پر نظر ڈالو اور اپنے اندر کو ٹٹولو۔ کیا تمہاری زندگی دنیا پرستی سے منزہ ہے؟ کیا تمہارے دلوں پر وہ زنگار نہیں جس کی وجہ سے تم ایک تاریکی میں پڑے ہو! کیا تم ان فقیہوں اور فریسیوں سے کچھ کم ہو جو حضرت مسیح کے وقت میں دن رات نفس پرستی میں لگے ہوئے تھے پھر کیا یہ سچ نہیں کہ تم مثیلِ مسیح کیلئے مسیحی مشابہت کا ایک گونہ سامان اپنے ہاتھ سے پیش کر رہے ہو۔ تا خدائے تعالیٰ کی حجت ہر یک طور سے تم پر وارد ہو۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ ایک کافر کا مومن ہو جانا تمہارے ایمان لانے سے زیادہ تر آسان ہے۔ بہت سے لوگ مشرق اور مغرب سے آئیں گے اور اس خوانِ نعمت سے حصہ لیں گے لیکن تم اسی زنگ کی حالت میں ہی مرو گے کاش تم نے کچھ سوچا ہوتا۔“

(ازالہ اوہام حصہ اوّل صفحہ ۳ تا ۵)

بقیہ: سفر لندن از صفحہ 12

یو کے سے الحاق ہوا ہے۔
ہار بر جہاز رانی کشتی یہاں بنتی ہے۔ رائل نیوی کے جہاز بنتے ہیں۔ انٹرنیشنل آرڈر آتے ہیں۔ ۱۵۰ جھیل سکاٹ لینڈ میں ہیں اور قدرتی آبشار ہیں۔ یہاں لیمنڈ جھیل بھی تھی۔ Lake Distric جھیل اسکاٹ لینڈ کا بارڈر ہے Loch۔
Falker Wheel بھی دیکھنے کے لائق ہے۔ Adembra City Centre گئے Adembra Casel خوبصورت جگہ ہے۔ بہت مشہور بلڈنگ ہے۔ یہاں میلا بھی لگتا ہے۔
Rd برج یہاں Auditorium مشہور جگہ ہے۔ ریلوے کا پرانا برج ہے۔ انڈر گراؤنڈ ٹرین چلتی ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ لندن دو ہزار سال پرانا ہے۔ نارتھ ساؤتھ دریا پر برج بنایا ہے۔ رومن شہر کہلاتا ہے۔ بلیک ڈکس شیکسپیئر پورٹ مشہور ہے۔ لندن شہر پچیس میل شمال اور بیس میل جنوب میں پھیلا ہوا ہے۔ تقریباً نوملین آبادی ہے۔ کافی لوگ باہر جاچکے ہیں۔ پوسٹ آفس ٹاؤن۔ یہاں انڈر گراؤنڈ ٹرین فرانس اور پیرس جاتی ہے۔ برٹش میوزیم ہے۔ Iteum Channel کا Office ہسپتال ہے۔

پارلیمنٹ سکوائر: یہاں پارلیمنٹ کی عمارت اور بگ بن ہے۔

لندن آئی: اپنی نوعیت کا دنیا کا سب سے بڑا نظارہ کرنے والا جھولا جو ۱۳۵ میٹر کی بلندی تک جاتا ہے۔ اس پر سے لندن کا پچیس میل تک کا نظارہ کیا جاسکتا ہے۔

لندن ایکویریم: یہ مچھلیوں اور سمندر زندگی کا عجائب گھر ہے۔ ہر روز دس بجے سے شام چھ بجے تک کھلا ہوتا ہے۔

ڈاؤننگ اسٹریٹ: یہ وزیر اعظم کی رہائش گاہ ہے۔

پارس گارڈ: یہ ملکہ کی محافظ فوج کا سنٹر ہے۔ نزدیکی ٹیوب اسٹیشن ویسٹ منسٹر ہے۔

بکنگھم محل: یہ ملکہ کا رہائشی محل ہے یہاں محافظین کی تبدیلی کی تقریب قابل دید ہوتی ہے۔

ہیملیز: سات منزلہ کھلونوں کی اس دکان کا شمار دنیا کی کھلونوں کی سب سے بڑی، مشہور ترین اور بہترین دکانوں میں ہوتا ہے۔

مومی مجسموں کا عجائب گھر مادام تساؤ:
یہاں دنیا کے مشہور لوگوں کے مجسمے ہیں، جنہیں دیکھ کر حقیقت کا گمان ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ خوفناک مجرموں کے مجسمے اور ان کو دی جانے والی خوفناک سزاؤں کے نمونے عبرت انگیز ہیں۔ ہر روز صبح دس بجے سے شام ساڑھے پانچ بجے تک کھلا ہوتا ہے۔ نزدیکی اسٹیشن بیکر اسٹریٹ ہے۔

ستاروں کی نمائش: گنبد نما عمارت میں ستاروں اور خلا کا دلچسپ سفر۔ نزدیکی ٹیوب اسٹیشن بیکر اسٹریٹ ہے۔ نوٹ: مادام تساؤ اور ستاروں کی نمائش دونوں ایک ہی بلڈنگ میں ہیں۔

برٹش میوزیم: یہ عجائب گھر بہت وسیع ہے۔ دیکھنے کیلئے کم از کم ایک دن چاہیئے۔ سوموار تا ہفتہ صبح دس بجے سے شام پانچ بجے تک اور اتوار کو دوپہر ڈھائی بجے سے شام چھ بجے تک کھلا ہوتا ہے۔ داخلہ مفت ہے نزدیکی ٹیوب اسٹیشن ٹوٹن ہیم ہائی کورٹ ہے۔

نیچرل ہسٹری میوزیم: یہ عجائب گھر پیر سے ہفتہ تک صبح دس بجے سے شام چھ بجے تک اور اتوار کو صبح گیارہ بجے سے چھ بجے شام تک کھلا ہوتا ہے۔

سائنس میوزیم: اس میں آپ گزشتہ تین سو سالہ سائنسی ترقی کا مشاہدہ کر سکتے ہیں اور مختلف ایجادات کے متعلق تفصیلی معلومات حاصل کر سکتے ہیں۔

ٹاور آف لندن: یہ جواہرات کا عجائب گھر ہے۔ یہاں مشہور کوہِ نور ہیرا بھی ہے اور پرانے ہندوستانی ہتھیار بھی ہیں۔

ٹاور برج: یہ لندن کا ایک خوبصورت اور مشہور پل ہے جو بڑے جہازوں کی آمد کے وقت درمیان سے اوپر اُٹھ جاتا ہے۔ اس پل کے اندر عجائب گھر بھی ہے۔

کیو گارڈن: دنیا کے ہر قسم کے تیس ہزار پھولوں، پھلوں، پودوں، اور درختوں کا عجائب گھر ہے۔

لندن کا چڑیا گھر: لندن کا پرانا چڑیا گھر ہر روز صبح دس سے شام ساڑھے چھ بجے تک کھلا ہوتا ہے۔

چزنگٹن چڑیا گھر اور پارک

بچوں اور بڑوں کی پسندیدہ جگہ جہاں چڑیا گھر کے علاوہ خاص کر بچوں کی تفریح اور کھیل کی جگہ ہے۔

آکسفورڈ اور ریجنٹ اسٹریٹ کی دکانیں: برصغیر کے بازار۔ لندن اور لندن کے قریب کئی بازار ہیں جن میں سے ٹوٹنگ اور ساؤتھال بہت مشہور ہے۔ ٹوٹنگ مسجد فضل لندن سے ایک میل پر واقع ہے اور ساؤتھال تقریباً پانچ میل پر۔ لندن میں کئی مشہور اور خوبصورت پبلک پارک ہیں جہاں سیر و تفریح اور پکنک وغیرہ کی جاسکتی ہے ان میں ہائڈ پارک اور ریجنٹ پارک ہیں جہاں داخلہ مفت ہے۔

یہ تھی میرے سفر جلسہ سالانہ لندن اور سیر وسیاحت کی داستان۔ یہ سراسر اللہ تعالیٰ کا فضل اور پیارے حضور کی خاص شفقت اور مہربانی تھی کہ لندن جلسہ میں شامل ہوا۔ ہم سب نمائندگان کی سیر و تفریح کا پروگرام بھی مرتب ہوا۔

اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ اُس نے ہمیں مرکز احمدیت کی بودوباش کے ساتھ ساتھ زندگی میں کچھ ایسی خوشگوار یادیں بھی ہیں جو تاحیات یاد رہیں گی۔

❁ ❁ ❁

ضروری اعلان بسلسلہ Live خطبہ جمعہ

جیسا کہ احباب جماعت جانتے ہیں کہ سیدنا حضرت اقدس امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خطبہ جمعہ مسجد بیت الفتوح لندن سے ٹھیک شام ساڑھے چھ بجے براہ راست نشر ہوتا ہے۔ یہ خطبہ جمعہ جو وقت کے مناسب حال بھرپور روحانی غذا ہوتا ہے اور اخلاقی و روحانی صحت کیلئے بیحد ضروری ہے۔ نہ صرف ہمارے لئے بلکہ ہماری نسلوں کیلئے بھی ایک بیش قیمت روحانی غذا ہے۔

یہ خطبہ جمعہ براہ راست ہندوستانی وقت کے مطابق ساڑھے چھ بجے نشر ہوتا ہے اور پھر جمعہ کے روز ہی رات 9.00 بجے کے بعد پھر رات کو ہی 12.00 بجے کے بعد اور ہفتہ کے روز فجر کے بعد نشر ہوتا ہے بعد ازاں دوران ہفتہ مختلف اوقات میں بھی نشر ہوتا رہتا ہے۔ جن بھائی بہنوں کو لائیو خطبہ جمعہ کے ٹیلی کاسٹ ہوتے وقت کوئی مجبوری ہو وہ اگرچہ اس کو دوسرے اوقات میں بھی سن سکتے ہیں۔ لیکن لائیو خطبہ جمعہ کی برکات اپنی جگہ ہیں۔ ایک تو یہ کہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز جب خطبہ کے لئے تشریف لاتے ہیں تو حاضرین کو السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کا تحفہ دیتے ہیں اور پھر خطبہ جمعہ ارشاد فرمانے سے قبل بھی السلام علیکم کی دعا دیتے ہیں جو تمام دنیا میں پھیلے ہوئے ان تمام احمدی بھائیوں کیلئے برکتوں اور رحمتوں سے بھرپور تحفہ ہوتا ہے۔ جو ہوا کی لہر کی طرح ہر اس انسان پر خدا کی رحمتیں نازل کرتا ہے جو اس وقت گھر میں مسجد میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خطبہ جمعہ سن رہا ہوتا ہے۔ دوسرے گھر میں یا مسجد میں لائیو خطبہ جمعہ کا اہتمام جبکہ سب بھائی اکٹھے ہو کر اپنے امام کا خطبہ ہمہ تن گوش ہو کر سن رہے ہوتے ہیں اور ان نصیحتوں کے مطابق خود کو تیار کر رہے ہوتے ہیں ایک عجیب جماعتی کیفیت رکھتا ہے۔ جس کے نتیجہ میں پوری قوم کی قوم علیٰ حسب مراتب روحانی زندگی حاصل کر رہی ہوتی ہے۔ اور یہی وہ نکتہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے اس طرح ارشاد فرمایا ہے کہ یایھا الذین امنوا استجیبوا للہ وللرسول اذا دعاکم لما یحییکم (انفال ۲۵) کہ اے لوگو جو ایمان لائے ہو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی باتوں کا جواب دیا کرو جب وہ تم کو روحانی طور پر زندہ کرنے کیلئے بلائیں۔

لہٰذا تمام زونل امراء کرام / مقامی امراء / صدران جماعت صاحبان و ذیلی تنظیموں کے عہدیداران اور تمام مبلغین و معلمین کرام سے نہایت درد بھرے دل کے ساتھ درخواست ہے کہ دل و جان سے کوشش کریں کہ کوئی بھی احمدی مرد یا عورت اس روحانی مائدہ سے محروم نہ رہے بلکہ ہمارا فرض ہے کہ ہم کوشش کریں کہ اپنے ایم ٹی اے سینٹر پر اور گھروں میں غیر احمدی بھائیوں کو بھی دعوت دیں تاکہ وہ اس روحانی غذا سے فیضیاب ہو کر امام وقت کے دامن عاطفت میں پناہ لینے والے بن جائیں۔ اسی طرح یہ بھی کوشش کریں کہ ایم ٹی اے پر نشر ہونے والے حضور انور کے لائیو و دیگر پروگرام نیز حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی مجالس عرفان درس القرآن کے علاوہ اُردو پروگرام راہ ہدیٰ انگلش پروگرام Faith Matter خاص طور پر سنے جائیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ایم ٹی اے کے روحانی مائدہ سے فیضیاب ہونے اور دوسروں کو فیضیاب کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ (ناظر اصلاح وارشاد قادیان)

انصار مهدی

خورشید احمد پربھاکر، درویش قادیان

اے قادیاں دار الامان اُونچا رہے تیرا نشاں
چومتا ہے تیری پیشانی کو، جھک کر آسماں
جوبلی میں تیرا جوبن، تھا جوانی کا زماں
تیرے نوروں سے ہوئے، روشن زمین و آسماں
تیرے کوچوں، ذرّوں پہ، سجدات کے اب تک نِشاں
زِندہ و پائندہ باد، سجدہ کناں قُدّو سیاں
پُرنور تھیں راتیں تری، اور دِن ایّام عید تھے
چوگِرد تیرے جھومتے، وہ عاشقانِ قادیاں
تھی اچانک آگئی وہ داغِ ہجرت کی گھڑی
ایک دم میں ہوگیا، آہ اِنخلائے قادیاں
تین سو تیرہ تھے وہ، درویش تیرے قادیاں
تیری عظمت کے محافظ، اے حصار قادیاں
سینہ سپر تھے رزم میں، اے کارزارِ قادیاں
تیروتفنگ چلتے رہے، اور بعد زاں سیف وسناں
بیچ دریا بھنور میں تھی، کشتی نوحِ قادیاں
ناخدا چپُو نہ تھا اور نہ ہی کوئی بادباں
اِک کرشمہ ہی تو تھا، اُن کی دعاؤں کا اثر
منزل پہ کشتی لے گئے، انصار مہدی قادیاں
تیرے سینہ میں نہاں ہے داستانِ غازیاں
شاداب جن کے خون سے ہیں انبیاءؑ کے گل ستاں
عہدِ وفا پہ مِٹ گئے، تاریخ سازِ قادیاں
اُن میں اِک خورشید تھا، درویش ہندی قادیاں

رپورٹ ایجوکیشنل کانفرنس مجلس خدام الاحمدیہ بھاگلپور زون (بہار)

اللہ تعالیٰ کے فضل سے مجلس خدام الاحمدیہ بھاگلپور زون بہار کو ۱۵/اپریل ۲۰۱۲ کو تاراپور مونگھیر ضلع میں ایجوکیشنل کانفرنس کے انعقاد کی توفیق ملی۔اس کانفرنس میں احمدیوں کے علاوہ غیر از جماعت افراد و علاقے کی کئی معزز شخصیات، سیاسی لیڈر و سرکاری اعلیٰ افسران بھی موجود تھے شاملین کانفرنس کی حاضری ۱۵۰ رہی۔سبھی نے اس ایجوکیشنل کانفرنس کے انعقاد پر اپنی خوشنودی کا اظہار کیا۔

اس کانفرنس کی صدارت محترم سید عبدالنقی صاحب زونل امیر بھاگلپور زون نے کی اور چیف گیسٹ مسٹر پشپندر کمار سنگھ پرنسپل آر ایس کالج تاراپور تھے۔ساتھ ہی معزز مہمان مسٹر کوشلیند رکمار صاحب ایس ڈی او تاراپور، مسٹر منا پرساد صاحب ڈی ایس پی تاراپور، مسٹر پرمود کمار رنجن صاحب سی او تاراپور اور جدیو نیتا چندر سنگھ راکیش صاحب بھی موجود تھے۔محترم ڈاکٹر انور حسین صاحب نے اسٹیج سیکرٹری کے فرائض کو سرانجام دیا۔

پروگرام کے آغاز میں سب سے پہلے محترم محبوب حسن صاحب سرکل انچارج بھاگلپور نے تلاوت قرآن کریم مع ترجمہ پیش کیا۔ بعدہ خاکسار مبین اختر نے جماعت احمدیہ کا تعارف اور انعقاد پروگرام ایجوکیشنل پروگرام کے مقصد کو بیان کیا۔نیز بتایا کہ مجلس خدام الاحمدیہ کی جانب سے قیام احمدیہ اسٹوڈینٹ ایسوسی ایشن کے ذریعہ احمدیہ مسلم جماعت عالمگیر سطح پر جگہ جگہ غریب، کمزور طالب علم کو اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے میں ہر قسم کی سہولت مہیا کر رہی ہے۔ بعدہ محترم ڈاکٹر انور حسین صاحب صدر جماعت احمدیہ خانپور ملکی و زونل ناظم انصار اللہ بھاگلپور زون نے اپنی تقریر میں فرمایا کہ موجودہ تعلیمی لائحہ عمل میں مزید بہتری پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔آگے انہوں نے کہا کہ یہ ضرور ہے کہ تعلیمی لائحہ عمل میں تربیتی امور کو بھی شامل کیا جائے۔

اسی طرح مسٹر پوشپندر سنگھ صاحب پرنسپل آر ایس کالج تاراپور نے اپنی تقریر میں اپنے تاثرات بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ اپنی سروس کے ۳۴ سالہ دور میں پہلی مرتبہ ایسی کانفرنس کا انعقاد ہوتے دیکھ رہا ہوں۔ جماعت احمدیہ کی جو تعلیمی خدمات ہیں اس کی جتنی تعریف کی جائے کم ہے۔انہوں نے تعلیم کی اہمیت پر زور دیتے ہوئے کہا کہ تعلیم انسان کیلئے اتنا ہی ضروری ہے جتنا کہ آنکھ۔

اسی طرح جناب ایس ڈی ایم صاحب تاراپور نے بھی فرمایا کہ احمدیہ سوسائٹی کی یہ کوشش قابل تعریف ہے انہوں نے بچیوں کی تعلیم و تربیت کیلئے خاص توجہ فرمائی ہے۔اسی طرح جناب ڈی ایس پی صاحب تاراپور نے بھی تعلیم کی اہمیت کے بارے میں بتاتے ہوئے فرمایا کہ انسان تعلیم کے بغیر انسان نہیں بلکہ حیوان ہے۔احمدیہ مسلم جماعت کی طرف سے لوگوں میں اس طرح رجحان پیدا کرنا قابل تعریف ہے۔

بعدہ محترم سید عبدالباقی صاحب صدر جماعت احمدیہ برہ پورہ، محترم مولوی بشارت احمد صاحب مبلغ سلسلہ، محترم اختر حسین صاحب ریٹائرڈ ہیڈ ماسٹر، محترم ڈاکٹر داسو کی پرساد صاحب، مسٹر دیوانند یادو صاحب، سپھوسا کچر کمیٹی مونگھیر نے بھی تعلیم کی اہمیت اور اس کی ضرورت پر روشنی ڈالی اور اپنے حسین خیالات کا اظہار فرمایا آخر میں خاکسار نے مجلس خدام الاحمدیہ کی جانب سے تمام معاون و مددگار و شاملین کانفرنس کا شکریہ ادا کیا بعدہ محترم سید عبدالنقی صاحب زونل امیر و صدر کانفرنس نے خطاب فرمایا اور عالمگیر جماعتی خدمات کا ذکر کیا۔دُعا کے بعد پروگرام اختتام کو پہنچا۔ (مبین اختر زونل قائد مجلس خدام الاحمدیہ بھاگلپور زون۔بہار)

اعلان نکاح

خاکسار کی دو بیٹیوں کا نکاح مورخہ یکم اپریل ۲۰۱۲ پڑھا گیا۔عزیزہ عارفہ امین صاحبہ کا نکاح ہمراہ مکرم محمد افضل ملک آسنور کے ساتھ مبلغ ایک لاکھ ایک ہزار روپے پر اور عزیزہ روبینہ شاہین کا نکاح ہمراہ مکرم عبدالقیوم وانی صاحب آسنور کے ساتھ مبلغ ایک لاکھ ایک ہزار روپے پر۔اللہ تعالیٰ فریقین کو یہ رشتہ مبارک فرمائے۔اور دونوں خاندانوں اور جماعت کیلئے باعث برکت ہو۔اعانت بدر پانچ صد روپے۔

(فاروق احمد۔مربی دعوت الی اللہ بھارت)

❁❁❁❁❁

کہاں کھوگیا میرے بچپن کا گاؤں

اذاں مرغ کی سُن کے بھاگا اندھیرا
چہکتے پرندوں نے چھوڑا بسیرا
اُبھرنے لگا روشنی کا پھریرا
نئی زندگی لے کے آیا سویرا
رواں ساز و نغمہ سے پہیہ و پاؤں
کہاں کھوگیا میرے بچپن کا گاؤں

گرجتا برستا وہ چاچا متابا
”چڑھا دن تو سوتا ہے اُٹھ جا نوابا“
شریفاں کہے بھاگتے بے محابا
”ابھی بانگ دینا نہ مر جائیں بابا“
”ذرا ٹھہر جا تا کہ سرگی میں کھاؤں“
کہاں کھوگیا میرے بچپن کا گاؤں

وہ پیپل شریں اور برنے کا سایہ
ہرا سائباں دائرے پہ سجایا
جو گرمی میں دوپہر کا وقت آیا
جمی محفلیں لطف و آرام پایا
رسیلی نشیلی گھنی ٹھنڈی چھاؤں
کہاں کھوگیا میرے بچپن کا گاؤں

ہوئی رات جاگے فلک پر ستارے
چھتوں پر بسیرا کئے لوگ سارے
کہیں سے جو کوئی مدد کو پکارے
ملیں ہر طرف سے دلاسے سہارے
یہ انسان ہیرے کہاں سے میں لاؤں
کہاں کھوگیا میرے بچپن کا گاؤں

وہ کچے گھروندے محبت کے مسکن
کشادہ دلی و مروت کے مسکن
وہ شرم و حیاء کی ثقافت کے مسکن
بنی نوعِ انساں کی عظمت کے مسکن
میں کیا کھو گیا ہوں میں کیسے بتاؤں
کہاں کھو گیا میرے بچپن کا گاؤں

(ظہور احمد واہ کینٹ)

درخواست دُعا

خاکسار کی والدہ محترمہ کافی عرصہ سے علیل ہیں گلے میں گلٹی کی وجہ سے بہت پریشان ہیں تمام اہل قادیان درویشان کرام سے والدہ صاحبہ کی کامل و عاجل شفایابی کیلئے دُعا کی عاجزانہ درخواست ہے۔اللہ تعالیٰ اپنا خاص فضل فرمائے۔آمین۔ (اعجاز احمد گنائی۔انسپکٹر وقف جدید وادی کشمیر)

FLAT FOR SALE

White Avenue, Near Mohalla Ahmadiyya Qadian

Valued By: Tamirat Department. Sadr Anjuman Ahmadiyya Qadian

Covered Area: 1125 Sq Ft. (Fully Completed)

(2 Bed rooms, 1 Living room, 1 Bath room, 1 kitchen)

(14'x14' 20'x21' 10'x12' 12'x12')

Value Ground Floor: 13,79500/-

Ist Floor: with 150 Sq Ft. with Balcony 13,99500/-

Contact: 9815340778, 0044-7404528275

e-mail: sonybuttar1@hotmail.com

ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اَلصَّلٰوۃُ عِمَادُ الدِّیْن

(نماز دین کا ستون ہے)

طالب دُعا از: اراکین جماعت احمدیہ ممبئی

آٹو ٹریڈرز

AUTO TRADERS

16 مینگو لین کلکتہ 70001

دکان: 2248-5222

2248-16522243-0794

رہائش:: 2237-0471, 2237-8468

EDITOR
MUNEER AHMAD KHADIM
Tel. : (0091) 1872-224757
(Mob.): " 9876376441
(Mob.): " 9915379255
badrqadian@rediffmail.com

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OFTHE NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO RN 61/57

ہفت روزہ بدر قادیان

Weekly BADR Qadian
Qadian - 143516 Distt. Gurdaspur (Pb.) INDIA

Vol. 61 Thursday 31 May 2012 Issue No : 22

SUBSCRIPTION
ANNUAL : Rs. 500/-
By Air : 45 Pounds or 70 U.S. $: 50 Euro : 70 Canadian Dollar

جلسہ سالانہ ہالینڈ کا بابرکت انعقاد

تمام مخلصین داخلین سلسلہ بیعت اس عاجز پر ظاہر ہو کہ بیعت کرنے سے غرض یہ ہے تا دنیا کی محبت ٹھنڈی ہو اور اپنے مولیٰ کریم اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت دل پر غالب آجائے اور ایسی حالت انقطاع پیدا ہو جائے جس سے سفر آخرت مکروہ معلوم نہ ہو۔

خلاصہ خطبہ جمعہ سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 18 مئی 2012 بمقام مسجد بیت النور ننس پیٹ ہالینڈ

تشہد وتعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: آج اللہ کے فضل سے جماعت احمدیہ ہالینڈ کا جلسہ منعقد ہو رہا ہے۔ یہ خاص اللہ تعالیٰ کا فضل ہے۔ یہ جلسہ ایک ہفتہ بعد ہونا تھا مگر میرے پروگرام کے مطابق میری شمولیت کے پیش نظر ایک چھوٹے سے نوٹس کے بعد ایک ہفتہ قبل کر دیا گیا۔ ہالینڈ کی جماعت چھوٹی سی جماعت ہے مگر پھر بھی اللہ کے فضل سے سارے انتظامات ہو گئے۔ لیکن عین ممکن ہے کہ بعض وقتی دقتیں اور پریشانیاں ہوں۔ لہٰذا انہیں برداشت کریں۔ مجھے اُمید ہے کہ کام کرنے والے کارکنان پوری لگن سے آرام پہنچانے کی کوشش کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہر جگہ دنیا میں بے غرض اور بے نفس کارکنوں کی ٹیمیں مہمانوں کی خدمت کیلئے تیار ہو چکی ہیں۔ اور یہ مہمان خاص طور پر حضرت مسیح موعود ؑ کے ہیں۔ ان کی خدمت کو کارکنان خصوصاً بے نفس ہو کر کرتے ہیں اللہ تعالیٰ سارے کارکنان کو بے نفس خدمت کی آئندہ بھی توفیق عطا فرمائے اور اگر کہیں کمی ہوتی ہے تو اسے دور فرمائے۔ مہمانوں کو بھی چاہئے کہ بجائے کمیوں کوتاہیوں پر نظر ڈالنے کے اس مقصد کی طرف توجہ رکھیں جو جلسہ کی غرض ہے۔ یہ وہ غرض ہے جو بیعت کی غرض ہے اس لئے حضرت مسیح موعودؑ نے جلسہ منعقد کرنے کی تلقین فرمائی اور اسی غرض کی یاددہانی کرنے کیلئے جلسے منعقد کئے جاتے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ یہ جلسے اس غرض سے منعقد کئے جاتے ہیں کہ ساری دنیا میں اس زمانے کے امام کی بیعت میں آکر ہم اپنی بیعت کی غرض کو پورا کریں۔ اگر دنیاوی معاملات میں پڑنے کی وجہ سے سستی آگئی ہے تو پھر ان جلسوں میں دینی باتیں اور روحانی باتیں سن کر اپنے ایمانوں کو بڑھائیں۔ ہمیشہ یاد رکھیں کہ جلسہ کے دوران ذاتی اور دنیاوی باتیں نہ ہوں۔ بلکہ زیادہ تر وقت ذکر الٰہی اور دعاؤں میں گذاریں اور یہ سوچ کر گزاریں کہ ہم اپنے دو چار دن عہد بیعت اور تجدید ایمان میں گذار رہے ہیں اور اس مقصد کو حاصل کرنے کیلئے ہمیشہ مطمح نظر رکھیں کہ:

"تمام مخلصین داخلین سلسلہ بیعت اس عاجز پر ظاہر ہو کہ بیعت کرنے سے غرض یہ ہے تا دنیا کی محبت ٹھنڈی ہو اور اپنے مولیٰ کریم اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت دل پر غالب آجائے اور ایسی حالت انقطاع پیدا ہو جائے جس سے سفر آخرت مکروہ معلوم نہ ہوگا۔

(اطلاع مسلکہ آسمانی فیصلہ بحوالہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی اپنی تحریروں کی رو سے صفحہ ۱۵۳)

حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا پس ہم میں سے ہر ایک کو یہ مقصد پورا کرنا چاہئے۔ دین کو دنیا پر غالب کرنے کی محبت اپنے دل میں رکھنی چاہیئے اور ان نیک مقاصد کے حصول کیلئے کوشش کرنی چاہیئے۔ جب ان باتوں پر عمل ہوگا تو سفر آخرت مکروہ معلوم نہ ہوگا۔ ایک نہ ایک دن ہم میں سے ہر ایک کو جانا ہوگا۔ پس خوش قسمت ہیں وہ لوگ جن کو سفر آخرت مکروہ نہ لگے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝ (سورہ الحشر 19)

ترجمہ: اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور ہر جان یہ نظر رکھے کہ وہ کل کیلئے کیا آگے بھیج رہی ہے۔ اور اللہ کا تقویٰ اختیار کرو یقینا اللہ اُس سے جو تم کرتے ہو ہمیشہ باخبر رہتا ہے۔

حضور انور نے فرمایا پس اللہ تعالیٰ نے جو حکم بیان فرما دیا کہ تمہارا ایمان تب کامل ہوگا جب تم خالصۃً اللہ تعالیٰ کے ہو جاؤ گے۔ اور اس کا تقویٰ اختیار کرو گے اور یہ تقویٰ تب حاصل ہوگا جب مومن اس بات پر گامزن ہو کہ وہ آخرت کیلئے کیا کام کر رہا ہے۔ اس دنیاوی کاروبار کیلئے تو انسان رات دن کوشش کر رہا ہوتا ہے ایک شخص جس کو خدا پر بھروسہ ہو وہ خود بھی دعا کرتا ہے اور دوسروں کو دعا کیلئے بھی کہتا ہے۔ بعض ایسے بھی ہیں جو خود تو پانچ وقت کی نمازیں نہیں پڑھتے مگر دعا کیلئے دردناک حالت بنا کر لکھتے ہیں۔ انسان دنیاوی کاموں کیلئے تو بہت کچھ کرتا ہے اور احمدی تو یہ دعویٰ بھی کرتا ہے کہ میں نے امام الزمان کو مانا ہے۔ لیکن تقوی کا وہ معیار حاصل کرنے کی کوشش نہیں کرتا جو ایک احمدی مسلمان کا ہونا چاہئے یہ امر قابل فکر ہے اللہ تعالیٰ مرنے کے بعد دنیاوی کوششوں کے بارے میں نہیں پوچھے گا۔ اس دنیا کے مال اولاد رشتہ دار سب یہاں رہ جاتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کے بارے میں نہیں پوچھے گا بلکہ یہ پوچھے گا کہ جن احکامات اور نیک کام کا میں نے حکم دیا تھا وہ کہاں تک بجا لائے ہو؟ اس لئے ہمیشہ یاد رکھو کہ جو عمل خالص تقویٰ پر چلتے ہوئے ہوگا اور خدا کی رضا کیلئے ہوگا وہی عمل قبولیت کے درجے تک پہنچے گا۔ اللہ تعالیٰ کو دھوکہ نہیں دیا جا سکتا۔ اللہ تعالیٰ ہمارے ہر عمل کی نیت اور ہر عمل کا مقصد جانتا ہے۔ اس لئے آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔ پس ہمارا وہی عمل مقبول ہے جو خدا کی رضا کے مدنظر ہو۔ حضور انور نے فرمایا کہ حقوق اللہ کی ادائیگی میں سب سے اہم چیز قیام نماز ہے۔ لیکن قرآن مجید میں دوسری جگہ نماز پڑھنے والوں کو بڑی سخت تنبیہہ کی گئی ہے کہ فويل للمصلين یعنی ہلاکت میں پڑ گئے نمازی یعنی وہ نمازی جو نماز کا حق ادا نہیں کرتے تقویٰ کے بغیر نمازیں پڑھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ جو عالم الغیب ہے وہ خبیر ہے اُسے ہر چھپی ہوئی چیز کا علم ہے ہم میں سے ہر ایک کو بڑے خوف سے نمازوں کو ادا کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

حضور انور نے فرمایا لوگ دنیاوی مال کے حصول کیلئے بڑی قربانیاں اور محنت کرتے ہیں بعض لوگ اپنی کوششوں کا نتیجہ صحیح نہ نکلنے پر دل کے دورے لے بیٹھتے ہیں اور ڈپریشن میں چلے جاتے ہیں۔ عموماً انسان کی فعال زندگی ساٹھ ستر سال تک ہوتی ہے پھر بچوں کے بھروسے چلے جاتے ہیں اس عمر میں پہنچ کر بعض کو اُخروی زندگی کی فکر لگ جاتی ہے، انجام بخیر کی دعائیں کرتے اور کرواتے ہیں۔ لیکن حقیقی مومن وہ ہے جو جوانی میں ہی اپنے انجام بخیر ہونے کی کوشش کرتے ہیں۔ حضور انور نے فرمایا اس جلسہ میں جب ہم مختلف موضوعات پر تقریریں سنتے ہیں تو وہ مستقل ہماری زندگیوں کا حصہ ہوں۔ پس ہر احمدی جہاں جلسہ میں شریک ہو کر حقوق اللہ ادا کر رہا ہے وہاں حقوق العباد بھی ادا کر رہا ہو۔ آپسی رنجشوں کو دور کر رہا ہو۔ یہاں ایک بہت بڑی تعداد خدا کے وجود سے ہی منکر ہے اور دنیا کے حصول کو ہی سب کچھ خیال کرتی ہے۔ ایسے ماحول میں تقویٰ پر قائم رہنا اور نیکی میں بڑھنا بہت بڑا کام ہے۔ یہاں کے لوگوں کی اکثریت کے عمل شیطانی عمل ہیں ان کو دیکھ کر نئے آنے والے خیال کرتے ہیں کہ شاید ہماری نرمی کا راز ان کے پیچھے چلنے میں ہے۔ اور دین پیچھے کرنے میں ہے۔ لیکن یہ بات غلط ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فاتقوا الله يا اولى الالباب لعلكم تفلحون یعنی اے عقل مندو! اللہ کا تقویٰ اختیار کرو تاکہ تم کامیاب ہو جاؤ۔ حضور انور نے فرمایا اب یہاں کامیاب اللہ تعالیٰ نے انہیں قرار دیا ہے جو تقویٰ اختیار کرتے ہیں پس اگر ہم نے اللہ کے فضلوں کا وارث بننا ہے تو قرآن مجید کے احکامات کی پیروی کرنی ہوگی۔ تقویٰ پر چلنے کے نتیجہ میں ہم خدا کے حضور بے شمار پھل پائیں گے۔ ہم میں ہر ایک کو کوشش کرنی چاہیئے کہ قرآن کریم کے احکامات پر چلیں تبھی ہم حقیقی مومن بن سکتے ہیں۔ انسان کی تمام روحانی خوبصورتی تقویٰ کی باریک راہوں پر قدم مارنا ہے۔ اور متقی وہ ہوتا ہے جسے کسی قسم کا خوف اور حزن نہیں ہوتا۔ یہ ہے تقویٰ کا وہ مقام جسے ہم نے حاصل کرنے کی کوشش کرنی ہے۔ پس اس جلسے میں آکر اپنی دینی حیات کے لئے توجہ کرو۔ زیادہ اکثریت یہاں ان لوگوں کی ہے جو پاکستان سے یہاں آئی ہے کیونکہ وہاں پر ان کو تبلیغ کی اجازت نہیں دی جا رہی یہاں آپ لوگ آزاد ہیں۔ اس لئے باہر رہنے والوں کو خاص طور پر پاکستانی احمدی بھائیوں کیلئے دُعائیں کرنی چاہئیں کہ اللہ تعالیٰ ان کے دن پھیرے۔ ان کو مذہبی آزادی دے۔ دوسری بات یہ کہ احمدی یہاں ہالینڈ میں ایک منظم طریق سے اسلام کی اشاعت کی کوشش کریں۔ آنحضرت ﷺ کے پیغام کو دنیا کے کناروں تک پہنچانے کا کام بھی ہمارا ہے۔ یہاں مختلف قومیں ہیں ان تک پیغام پہنچانا ہمارا کام ہے۔ بعض لوگ کہہ دیتے ہیں کہ یہاں کے لوگوں کو دین سے دلچسپی نہیں ہے اور یہ حالت سارے یورپ بلکہ نام نہاد مسلم ممالک کی بھی ہے۔

پس ہمارا کام ہے کہ یہاں کے لوگوں کو دین سے متعارف کرایا جائے۔ خدا تعالیٰ سے متعارف کرایا جائے۔ تبلیغ کے راستے پر چلنے کیلئے بھی تقویٰ کی راہوں کی ضرورت ہے آج اس زمانے میں حضرت مسیح موعودؑ کی جماعت کے علاوہ اور کوئی جماعت نہیں ہے جو دنیا کو حقیقی اسلام سے متعارف کر سکے۔ خطبہ جمعہ کے آخر میں حضور انور نے فرمایا اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی بیعت کا حق ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ یہ حق اسلام کی تبلیغ کرنے سے پورا ہوگا۔ دعاؤں پر لگے رہیں بہت سے کام دعاؤں کے کرنے سے پورے ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔ ہر ایک شامل جلسہ کو دعاؤں کی اور پاک تبدیلیوں کی توفیق عطا فرمائے۔ ☆☆☆

کمپوزنگ و ڈیزائننگ: کرشن احمد قادیان